مشاہیرِ نعت

شاہ فیصل کالونی کراچی کے نعت گوشعراء وشخصیاتِ نعت

مرتّب

محمد ابرار حسین

زیر اہتمام

مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان وادارہ نعت نیوز کراچی

رؤوسِ ثمانیہ

اردو ادب میں فن تذکرہ نگاری جو علم تاریخ کا ایک شعبہ بھی ہے اور علم اسماء الرجال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی ایک خصوصی شاخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کو شعر میں بیان کرنے والے نعت گو شعراء کی تذکرہ نگاری ہے۔ اسی تذکرہ نگاری کے تسلسل میں پاکستان کے صوبہ سندھ کے دارالحکومت شہر کراچی کے علاقے شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعرائے کرام کے سوانحی حالات اور نمونہ کلام کو فاضل مولف محقق نعتیہ ادب ونعت خواں جناب محمد ابرار حسین صاحب بانی مسرور کیفی نعت اکیڈمی نے مرتب کیا ہے۔ اس نعتیہ تذکرہ نگاری سے شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعراء پر پہلی علمی تحقیق منصۂ شہود پر آئی ہے۔ یہ علمی تحقیق علمِ تحقیق کے تمام اصولوں کے تحت ابتدائی اور ثانوی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے تاریخی اور مشاہداتی طریقہ کار کے مطابق مرتب کی گئی ہے جس سے علم نعت اور اردو ادب کے محققین اور ناقدین کو علمی فوائد اور اہم سوانحی معطیات اور وفیات شعراء کرام فراہم ہوں گے اور نعتیہ تحقیق میں منفرد اضافہ ہوگا اور شاہ فیصل کالونی کی علمی تاریخ نویسی کے ایک باب نعت گو شعراء کے تزکرہ نویسی کے نقش اولین کی رونمائی ہوگی۔

ڈاکٹر شمیل احمد قادری

اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات، جامعہ کراچی

تذکرہ مشاہیرِ نعت

شاہ فیصل کالونی کراچی کے نعت گوشعراء وشخصیاتِ نعت

مرتب محمد ابرار حسین

ادبی تحقیق وتنقید میں تذکرہ نویسی کی اہمیت مستقل ہے۔ یہ تذکرے تاریخ وسوانح کے لیے بھی اہم مصادر ہیں۔ محققین کے نزدیک اردو میں اس کا آغاز "نکات الشعرا" سے ہوا۔ مِیر اور دیگر قدیم تذکرہ نگاروں نے شعرا کے شخصی تلازموں اور شعری رویوں میں ہم رشتگی کو دیکھا، سمجھا اور اس کا قرینے سے اظہار کیا۔ شعرا کے مذاق واسلوب کا یہ اکتشاف تذکرہ نویسی کا اہم پہلو ہے۔ اگرچہ اس کا اساسی مقصد شعرا کے مختصر حالاتِ زندگی اور نمونہ ہائے کلام کو محفوظ کرنا تھا، تاہم ان کے شعری اظہار کے فنی پیرایوں کی دریافت بھی تذکروں کا موضوع رہی۔ اردو کی کلاسیک شعری روایت پر جو بنیادی تنقیدی اشارے ملتے ہیں وہ انھی تذکروں کی بدولت ہیں۔ معاصر شعری مزاج کی پردہ کشائی میں ان تذکروں کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

محمد ابرار حسین کا تالیف کردہ تذکرہ "مشاہیرِ نعت" تذکرہ نویسی کی انھی خصوصیات کا حامل اور شعورِ تنقید کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ شاہ فیصل کالونی کراچی کے شعرا اور نعت کاروں کے اجمالی سوانح سے آراستہ اور معیاری انتخابِ نعت سے بھرپور یہ تذکرہ نہ صرف متعلقہ اشخاص کی تاریخی حیثیت کا امین ہے، بلکہ ان کے کلام کے فنی وفکری ابعاد اور کارہائے نمایاں پر بھی بصیرت افروز روشنی ڈالتا ہے۔

"مشاہیرِ نعت" کے مطالعے سے نہایت خوش گوار احساس پیدا ہوتا ہے کہ شہر کراچی میں شاہ فیصل کالونی جیسا مختصر جغرافیہ نعت کی کتنی شمعیں اپنے دامن میں سمیٹے جہانِ ادب میں ضیا افروزی کی مثال بن چکا ہے۔

صبیح رحمانی

جہانِ حمد پبلی کیشنز کراچی پاکستان

JAHAN-E-HAMD PUBLICATIONS

Cell: 0300 2831089 0343 2278878

مشاہیر نعت (شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعراء وشخصیات نعت) تخلیق کی موثر تفہیم کے لیے تخلیق کار کے علمی کوائف، ذہنی میلانات اور سماجی حالات سے واقفیت از حد ضروری ہے، آج کا تذکرہ اگلی نسلوں کے لیے تاریخ کا درجہ رکھتا ہے۔ یہی امر تذکرہ نگاری کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے۔ محترم محمد ابرار حسین کی یہ کاوش لائق داد وتحسین ہے کہ انھوں نے تذکرہ نگاری کی ضرورت واہمیت کو پہچانتے ہوئے شاہ فیصل کالونی کراچی کے نعت گو مشاہیر کی یادوں کے روشن نقوش محفوظ کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو درجہ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ان کی توفیقات میں مزید اِضافہ فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر نوید عاجز

صدر شعبہ اردو

گورنمنٹ فریدیہ گریجوایٹ کالج، پاکپتن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک اِک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے

تذکرہ

مشاہیرِ نعت

شاہ فیصل کالونی کراچی کے نعت گو شعراء و شخصیاتِ نعت

مرتّب

محمد ابرار حسین

زیرِ اہتمام

مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان
ادارہ نعت نیوز کراچی

(جملہ حقوق بحق مرتّب محفوظ ہیں)

نام کتاب	:	مشاہیرِ نعت (شاہ فیصل کالونی کراچی کے نعت گو شعراء)
مرتّب	:	محمد ابرار حسین
معاونت	:	عبدالواحد مکّی
مشاورت	:	محمد زکریا شیخ اشرفی
تزئین	:	حافظ محمد نعمان طاہر
صفحات	:	136
سنِ اشاعت	:	مارچ/2025ء بمطابق رمضان المبارک 1446ھ
تعداد	:	500
ہدیہ	:	800 روپے
رابطہ	:	0301-2177044

زیرِ اہتمام

مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان
ادارہ نعت نیوز کراچی

ناشر

جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی
نوشین سینٹر، دوسری منزل، کمرہ نمبر 19، اُردو بازار، کراچی
0343-2278878

انتساب

ہمارے بزرگ

پیر سید شاہ سراج الحق کاظمی دامت برکاتہ

حضرت خلیل صابری رحمۃ اللہ علیہ

میرے اُستاد

ڈاکٹر شہزاد احمد رحمۃ اللہ علیہ

جناب غوث میاں رحمۃ اللہ علیہ

اور میرے تمام رفقاءِ نعت

کے نام

جنہوں نے شاہ فیصل کالونی میں نعت کی شمعیں روشن کیں

محمد ابرار حسین

﴿فہرست﴾

تذکرہ مشاہیرِ نعت ------------------------------ پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق 6
تذکرہ نعت گویان ونعت خواں شاہ فیصل کالونی کراچی ------ شاعر حمد ونعت طاہر سلطانی 8
مشاہیرِ نعت شاہ فیصل کالونی اور ابرار حسین -------------- پیرزادہ سید خالد حسن رضوی 11
مشاہیرِ نعت شاہ فیصل کالونی کراچی ------------------- محمد زکریا شیخ الاشرفی 13
مشاہیرِ نعت شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعراء ------------- حاجی عبدالواحد مکی 15
مشاہیرِ نعت شعراء شاہ فیصل کالونی کراچی ---------------- انجینئر ندیم رشید خان 17
مشاہیرِ نعت (شعراء شاہ فیصل کالونی کا تذکرہ) ------------- محمد ابرار حسین 19
شاہ فیصل کالونی کی مختصر تاریخ ---------------------- سید علی عمران 22

شخصیات

1 مسلم ضیائی 27
2 سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی (علیگ) 29
3 حکیم عبدالرشید پریمی اجمیری 33
4 وقار صدیقی اجمیری 36
5 حمایت علی شاعر 40
6 سرشار صدیقی 43
7 مولانا اطہر القادری نعیمی 46
8 میکش کاکوروی 50
9 حضرت ستار وارثی 53
10 صوفی مسعود احمد رہبر چشتیؒ 57

11	عارف اکبر آبادی	61
12	سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری	64
13	پروفیسر منظر ایوبی	66
14	کنور اظہر علی خان	69
15	کوثر بریلوی	73
16	خورشید احمر	76
17	ڈاکٹر سعید وارثی	80
18	رشید وارثی	84
19	محمد علی زاہد قادری	88
20	احمد جاوید	91
21	سید مقدس علی المعروف غوث میاں	93
22	محمد ناصر صدیقی	96
23	ڈاکٹر شہزاد احمد	99
24	پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج	104
25	نصیر الدین نصیر بدایونی	107
26	منظر عارفی	110
27	سید سخاوت علی نقوی	114
28	رئیس احمد	116
29	محمد علی حارث قادری	119
30	فیصل احمد زکریا	121
31	زکریا شیخ اشرفی	124
32	طارق بن آزاد	128
33	کفیل احمد قادری	131
34	حمید بیگ عالم	134

تذکرہ مشاہیرِ نعت

پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی۔ کراچی

اردو کے نعتیہ ادب میں کسی مخصوص شہر یا علاقے کے نعت گویان کے تذکرے کی ایک توانا روایت موجود ہے۔ اس سلسلے میں تذکرہ نعت گویانِ بریلی/ سید لطیف حسین ادیب، تذکرہ نعت گویانِ راولپنڈی/ قمر رعینی، تامل ناڈو میں نعت گوئی/ علیم صبا نویدی، نعت گویان سرگودھا/ شاکر کنڈان، کراچی کا دبستان نعت/ منظر عارفی و دیگر کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب کراچی کے معروف علاقے شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعراء کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ۳۴ مشاہیر نعت وشخصیات کا تذکرہ شامل ہے، جن کا تعلق کسی نہ کسی حوالے سے شاہ فیصل کالونی سے رہا ہے۔

کتاب کے مرتب ممتاز نعت خواں اور مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے روحِ رواں محترم محمد ابرار حسین ہیں، جو نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں اور اکیڈمی کے زیرِ اہتمام نعتیہ ادب کی مختلف جہات اور نعت گو شعراء کے حوالے سے متعدد علمی نشستوں، مذاکروں، سیمیناروں اور کانفرنسوں کا باقاعدگی سے انعقاد کرتے ہیں۔ نعت خوانی و نعتیہ ادب کے فروغ کے حوالے سے ابرار حسین اور آپ کے رفقاء کی خدمات لائقِ تحسین ہیں۔

پیشِ نظر کتاب ''تذکرہ مشاہیرِ نعت'' میں خصوصیت کے ساتھ شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے نعت گو شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس میں ان کے بنیادی کوائف اور

نعت گوئی و نعت خوانی کے فروغ کے لیے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ان نعت گو شعراء کی کوئی ایک منتخب نعت بھی پیش کی گئی ہے۔

اس تذکرے کی خاص بات یہ ہے کہ کتاب کے فاضل مرتب کو ان میں سے اکثر شخصیات سے ملاقات اور نشست و برخاست کا شرف حاصل رہا ہے، جن میں بالخصوص رشید وارثی، صوفی رہبر چشتی، کوثر بریلوی، کوثر بریلوی اور ڈاکٹر شہزاد احمد قابلِ ذکر ہیں۔

فاضل مرتب نے اپنے پیش لفظ میں شاہ فیصل کالونی کے ان گھرانوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جنھوں نے نعت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا یا جن کے یہاں باقاعدگی سے محافلِ نعت کا انعقاد ہوتا رہا۔

کتاب کی ابتداء میں شاہ فیصل کالونی کی مختصر تاریخ سید عمران علی کے قلم سے ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس علاقے کو کراچی کی مشہور اور معروف سڑک ڈرگ روڈ کی مناسبت سے ڈرگ کالونی کہا جاتا تھا۔ 1974ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس میں جب سعودی عرب کے بادشاہ، شاہ فیصل پاکستان آئے تو ان کے نام کی مناسبت سے ڈرگ روڈ کا نام شاہراہِ فیصل اور ڈرگ کالونی کا نام شاہ فیصل کالونی رکھ دیا گیا۔

شاہ فیصل کالونی کے حوالے سے غوث میاں کی نعتیہ لائبریری "حسان بک بینک پاکستان" کا ذکر بھی ضروری ہے جسے پاکستان میں سب سے بڑی ذاتی نعتیہ لائبریری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کتاب میں ۴۳ شخصیات کا تذکرہ شامل ہے۔

پیشِ نظر کتاب شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعراء و شخصیاتِ نعت کے تذکروں کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہے اور اپنے موضوع پر ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب و اشاعت پر میں بصمیمِ قلب محترم محمد ابرار حسین اور مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے اراکین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین

***

تذکرہ نعت گویان و نعت خواں

شاہ فیصل کالونی، کراچی

شاعرِ حمد و نعت طاہرؔ سلطانی

کراچی غلامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) محبانِ صحابۂ کرام و اہلبیت کا شہر ہے۔ کراچی کو شہرِ قائد بھی کہتے ہیں۔ ہم اِسے شہرِ حمد و نعت کہتے ہیں۔ ''اِس شہرِ بے مثال کو طاہر سلام ہو'' شہرِ بے مثال کراچی میں فروغِ حمد و نعت کے حوالے سے مثالی کام ہوا ہے۔ مزید یہ سلسلۂ خیر جاری ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ اب تک جو کام فروغِ حمد و نعت کے ذیل میں ہوا ہے وہ تاریخِ حمد و نعت کا بے مثل روشن باب ہے۔ ہر دلعزیز شہر میں کم و بیش ساڑھے تین کروڑ انسان آباد ہیں، اس کی چھوٹی بڑی بستیوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ کراچی کی ایک قدیم بستی ڈرگ کالونی بھی ہے، ستّر کی دہائی میں اس بستی کو سعودی عرب کے بادشاہ شاہ فیصل سے منسوب کیا گیا، تب سے اسے شاہ فیصل کالونی کہا اور لکھا جا رہا ہے۔ مذکورہ کالونی فروغِ نعت کے حوالے سے اپنی شناخت رکھتی ہے۔ شاہ فیصل کالونی اور استاذ الاساتذہ حضرت وقار صدیقی مرحوم، خانوادہ حضرت ستار وارثی، خانوادہ حضرت خلیل صابری، حضرت سیّد شاہ سراج الحق کاظمی اور ڈاکٹر شہزاد احمد لازم و ملزوم ہیں۔ مذکورہ حضرات نے کالونی میں نعت کے فروغ کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخِ نعت کا ایک سنہرا باب ہے۔ نوجوانوں میں ذوقِ نعت پیدا کرنے میں ڈاکٹر شہزاد احمد کا کردار قابلِ تحسین ہے۔ کالونی کے نوجوانوں کو کاروانِ نعت میں شامل کیا اور ان کی شاندار انداز میں تربیت کی۔ شاید اسّی کی دہائی تھی جب انہوں نے شاہ فیصل کالونی میں منعقدہ ایک محفلِ نعت میں بحیثیت نعت گو و نعت خواں راقم کو مدعو کیا تھا۔ اس کے بعد بھی کئی محافلِ نعت میں اُن کے توسل سے حاضری ہوتی رہی۔ انہی رُوح پرور و بابرکت محافل میں ابرار حسین، سیّد شاہ سراج الحق کاظمی صاحب، محترم جناب

رشید وارثی ،قبلہ خلیل صابری، جناب بشیر الدین قادری، جناب شکیل صابری، جناب واحد مکّی ، جناب غوث میاں، جناب رئیس احمد ، جناب سلمان گل، جناب زکریا شیخ، جناب شعیب ناصر، جناب فیاض قادری، جناب ادریس احمد دلدار، جناب رضوان زاہد، جناب وسیم بیگ جیسے بے لوث نعت کے ان خدمت گزاروں سے تعارف ہوا۔ الحمدللہ! نسبت مصطفی (ﷺ) کی رحمتیں اور برکتیں ہیں کہ کم وبیش چار دہائی پر محیط ماہ وسال ہمارے لیے خوشگوار یادوں کا گہوارہ بن گئے۔ شاہ فیصل کالونی (ڈرگ کالونی) کی اپنی ایک روشن تاریخ ہے۔ اس میں رہائش پذیر اہلِ علم وقلم و دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ممتاز معروف شخصیات کے حوالے سے ممتاز براڈ کاسٹر یاور مہدی مرحوم اور شعیب ناصر (شاعر، افسانہ نگار) نے ایک کتاب مرتب کی تھی، کم وبیش دو ڈھائی سو صفحات کمپوز بھی ہو گئے تھے۔ یاور بھائی نے مذکورہ کتاب کی ترویج واشاعت کی ذمہ داری راقم اور شعیب ناصر کو سونپی تھیں، یاور مہدی بھائی انتقال کر گئے (اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے، آمین) شعیب ناصر کینیڈا منتقل ہو گئے، سو کتاب تعطل کا شکار ہوگئی۔ شاہ فیصل کالونی کراچی میں علمائے کرام، مشائخ عظام، نعت گویان ونعت خواں حضرات کا قیام خاصی تعداد میں رہا، کچھ دنیا سے کوچ کر گئے اور جو باقی ہیں وہ مصروفِ عمل ہیں۔ اُنھی ادب نواز ادب شناس ہستیوں میں ایک نفیس انسان ممتاز ومعروف ثناخوانِ رسول (ﷺ) جناب محمد ابرار حسین بھی شامل ہیں، اللہ ربّ العزت نے موصوف کو لحن داؤدی کی برکتوں سے نوازا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے ایمان کی دولت ہی سب کچھ ہے۔ جو انسان فرائض وسنت کی ادائیگی خلوصِ نیت سے کرتا ہے اللہ کریم ہر موڑ پر اس شخص کی غیبی مدد فرماتا ہے۔ ابرار حسین اُنھی باعمل انسانوں میں شامل ہیں جنہیں تائیدِ غیبی حاصل ہے۔ ابرار حسین ایک شخص نہیں بلکہ وہ ایک ادارہ ہیں۔ بے لوث خوش الحان نعت خواں، میں اُنہیں صفِ اوّل کے نعت خوانوں میں شمار کرتا ہوں۔ موصوف کے لیے میں تو یہی کہوں گا کہ:

جن سے مل کر زندگی کو عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں (سرور بارہ بنکوی)

اللہ کریم، بارشِ رحمت ابرار حسین پر چھما چھم برسا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب فضل وکرم، فیضانِ نعت ہے۔

کیا لکھو گے نعت کے فیضان کو طاہرؔ میاں
رحمتوں کا اِک خزینہ نور کا مینار ہے

یہ سب فیضانِ نعت ہی تو ہے جو ابرار حسین، نعت خوانی کے ساتھ ساتھ فروغِ نعت کے حوالے سے کار ہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ وہ خوش بخت ہیں کہ ان کا دامن، فیضانِ نعت سے مالا مال ہے کہ اب وہ ہمیں ایک ہمہ جہت شخصیت کے روپ میں نظر آرہے ہیں۔ مسرور کیفی نعت اکیڈمی کا قیام، ابرار حسین کا کارنامہ ہے۔ مذکورہ اکیڈمی فروغِ نعت کے ذیل میں مثالی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ نعتیہ کلام کی جمع آوری اور اس کی اشاعت کا اہتمام قابلِ تحسین ہے۔ کاش کوئی شخص ابرار حسین کی خدمات کو کتابی شکل میں محفوظ کر لے تو کیا ہی اچھا ہو، میں سمجھتا ہوں یہ کام ذکریا شیخ اشرفی بحسن وخوبی کرلیں گے۔ اس وقت ابرار حسین کی مرتب کردہ کتاب ''تذکرہ مشاہیرِ نعت، شاہ فیصل کالونی کراچی'' کی پی ڈی ایف میرے سامنے موجود ہے۔ شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے محترم ومکرم نعت گویان ونعت خواں حضرات کے تذکرے سے مزین مذکورہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی اور اہم ترین کتاب ہے۔ کتاب ہٰذا، اُردو نعتیہ ادب سے متعلقہ حضرات بالخصوص شاہ فیصل کالونی کے نعت گویان و نعت خواں حضرات کے لیے نہ صرف یہ ایک دستاویز ہوگی بلکہ یہ تذکرہ شاہ فیصل کالونی کے باسیوں اور اُردو نعتیہ اَدب کے لیے ہوا کا تازہ جھونکا ہے۔ میں اس کتاب کا نہ صرف دل کی گہرائی سے خیر مقدم کرتا ہوں بلکہ ابرار حسین کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ فروغِ نعت کے لیے تادمِ آخر اسی طرح خدمات انجام دیتے رہیں۔

شاعرِ حمد ونعت طاہرؔ سلطانی
بانی چیئرمین: ادارہ چمنستانِ حمد ونعت ویلفیئر ٹرسٹ، کراچی
مدیر: جہانِ حمد (کتابی سلسلہ)، ماہنامہ ''ارمغانِ حمد'' کراچی
موبائل نمبر: 0300-2831089

مشاہیر نعت شاہ فیصل کالونی اور ابرار حسین

پیرزادہ سید خالد حسن رضوی

جس طور خوشبو کے جھونکوں کو محدود نہیں کیا جاسکتا اُسی طرح تخلیق کار کے شہہ پاروں کو محدود کرنا ناممکن ہو گیا ہے، یہ میڈیا کی ترقی کا دور ہے، آج کسی بھی تخلیق کار کے تخلیق کردہ فن پارے برق رفتاری سے ہر خاص و عام تک پہنچنا معمول بن چکا ہے۔ دوسری طرف شہر کراچی اس قدر گنجان آباد اور وسیع ہو چکا ہے کے کس علاقے میں کون ہے اور کس کی کیا کارکردگی ہے اسکا احاطہ کرنا خاصا دشوار ہو گیا ہے، ماضی میں جو مضافاتی علاقے شمار کئے جاتے تھے وہ اب شہری حدود میں ضم ہو چکے ہیں، ایسا ہی ایک علاقہ جو پہلے ڈرگ روڈ کے نام سے جانا جاتا تھا، اب وہ شاہ فیصل کالونی کے نام سے جانا جاتا ہے، اِس علاقے میں صرف فنونِ لطیفہ ہی نہیں بلکہ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگ ماضی قریب میں اس علاقے میں آباد تھے اور آج بھی دورِ حاضر کی مشہور و معروف ہستیاں شاہ فیصل کالونی میں عرصۂ دراز سے آباد ہیں جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ممتاز و معروف مقام رکھتی ہیں اور کسی تعارف کی ہرگز محتاج نہیں۔ یوں سمجھیں شاہ فیصل کالونی اُنکے کارہائے نمایاں کی بدولت منفرد و معروف جانا جاتا ہے۔ مرتبِ کتاب برادرم ابرار حسین کا ہر ہر کام نا صرف چونکا دینے والا ہوتا ہے بلکہ وہ نعت کے شعبہ سے متعلق مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے بینر تلے ہر وہ کام کرگزرتے ہیں جو یہ احساس دلاتا ہے کہ واقعی اس کام کی تو اشد ضرورت تھی، انکے ساتھ زکریا اشرفی لازم جز سمجھے جاتے ہیں، پاکستان کے نعت گو شعراء کے تذکرے ہوں یا مختلف شہروں کے ادیب و شعراء کے تذکرے

وہ تو مرتب ہوتے رہے ہیں لیکن کسی خاص محلّہ یا انفرادی علاقے کے مشاہیر کا تذکرہ اپنی نوعیت کا منفرد اور یقیناً پہلا تذکرہ ہے جو برادرم ابرار حسین ''مشاہیر نعت شاہ فیصل کالونی'' کے نام سے مرتب و مشتہر کر رہے ہیں، آپکا یہ منفرد کارنامہ نا صرف شاہ فیصل کالونی کے مشاہیر نعت کو ہمیشہ کے لیئے تاریخ کا حصہ بنا دیگا یقیناً یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس طور وہ خود بھی سرکارِ دوعالم کے ثناء گو و ثناخوانانِ رسول سے اپنی محبت و انکی خدمات کا اعتراف کر کے جزائے خیر اور سرکار کی شفاعت کے مستحق قرار پائینگے۔ شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے نعت کے مشاہیر کی ناموں کی فہرست یقیناً مرتب کتاب کے ذہن میں رہی ہوگی اور اُن شخصیات کا تذکرہ اس کتاب کی شان بڑھا دیگا، یہی سوچتے ہوئے میں نے طوالت سے بچنے کے لئے انکے اسمائے گرامی لکھنے سے گریز کیا ہے۔ میں مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے سربراہ برادرم ابرار حسین اور آپکے پرعزم مددگار عزیزم زکریا شیخ اشرفی و دیگر معاونین کو اس تذکرہ کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کتاب میں مذکور تمام مشاہیر کو اور خصوصاً مرتب تذکرہ اور دیگر کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

***

مشاہیرِ نعت

شاہ فیصل کالونی کراچی

محمد زکریا شیخ الاشرفی

(ایڈیٹر ''نعت نیوز'')

مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے روحِ رواں جناب ابرار حسین صاحب ایک متحرک شخصیت ہیں جہاں وہ ایک خوش الحان نعت خواں کی حیثیت سے معروف و محترم ہیں وہیں محافلِ نعت، نعتیہ کانفرنس، نعتیہ مشاعرے اور آن لائن نعتیہ نشستوں کے انعقاد کے حوالے سے بھی اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں ابرار حسین صاحب نے مختصر نعتیہ انتخاب مرتب کئے جن میں ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جو کہ حضرت مسرور کیفیؒ کی نعتوں کا انتخاب تھا۔ آپ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلاموں کا ایک خوصورت انتخاب بنام ''سلام بدرگاہِ خیر الانامؐ'' بھی ترتیب دیا ہے جو حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیئے ایک تحفہ بھی ہے۔ اسی طرح ''میزابِ رحمت'' اور میزاب عقیدت'' مرتب کی جو کہ مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے زیرِ اہتمام ہونے والے مشاعرے میں پڑھے گئے کلاموں کا انتخاب تھا۔ ''میزابِ عقیدت'' کو مرتب کرتے ہوئے ابرار حسین صاحب نے اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ ہر نعت گو شاعر کے کلام کے ساتھ اس کا مختصر تعارف بھی پیش کیا۔ جس سے کلام کے ساتھ ساتھ صاحبِ کلام کے بارے میں بھی آگہی حاصل ہوتی ہے۔ ابرار حسین صاحب کا تعلق کراچی کے تاریخی علاقے ڈرگ کالونی موجودہ شاہ فیصل کالونی سے ہے نعت خوانی کی ابتداء سے لیکر اپنی شناخت بنانے تک اور پھر مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے قیام سے بارہ روزہ محافلِ نعت کے انعقاد تک کا سفر آپ نے اسی شاہ فیصل کالونی میں طے کیا گو کہ آج وہ بظاہر شاہ فیصل کالونی سے گلستانِ جوہر منتقل ہو گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کی روح آج بھی یہیں بستی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابرار حسین صاحب نے زیرِ نظر کتاب ''مشاہیرِ نعت (تذکرہ نعت گویانِ شاہ فیصل کالونی)'' مرتب کرنے کا عزم کیا اور الحمد للہ! اس میں کامیاب ہوئے نعتیہ ادب میں تذکرہ نگاری کی روایت بہت تیزی سے پروان چڑھی ہے عہدِ حاضر میں تذکرہ نگاری

کے حوالے سے بہت کام ہوا، علاقائی سطح پر مختلف نعت گو حضرات کا تذکرہ یکجا کیا گیا اسی طرح شہر کراچی کے حوالے سے بھی مختلف محققین کے تذکرے ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں سید قاسم صاحب، ڈاکٹر شہزاد احمد (مرحوم) اور منظر عارفی صاحب کا نام قابلِ ذکر ہے۔ ابرار حسین صاحب کی زیرِ نظر کتاب کو اگر محققین تذکرے کے اصول کے مطابق پرکھیں گے تو شاید اس میں انہیں تنقید کا پہلو نظر نہ آئے اور وہ اس تذکرے کو فقط تعارف کے زمرے میں لیں لیکن جو لوگ ابرار حسین صاحب کو جانتے ہیں وہ یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابرار حسین صاحب کی طبیعت میں صرف حوصلہ افزائی کرنا ہے وہ تعمیری باتوں پہ زیادہ توجہ دیتے ہیں اسی لئے شاید دانستہ وہ تنقید سے دور رہے۔ ابرار حسین صاحب نے اپنے طور پر جس قدر ممکن ہوا شعراء کا احوال یکجا کیا ہے تحقیقی طور پر بھی اس میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے لیکن زیادہ تر مواد شعراء کی کتاب یا ان کے متعلقین سے یکجا کیا ہے شاید اسی وجہ سے تذکرے میں چند ایک جگہ کے علاوہ زیادہ حوالے نہیں دئے گئے۔ بہرحال یہ تذکرہ شاہ فیصل کالونی کے ان بزرگوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے جنہوں نے بہت اخلاص کے ساتھ نعت گوئی کی۔ یہ تذکرہ حالیہ سوشل میڈیا کے پیدا وار نعت خوانی کے ان نام نہاد اکابرین کے لئے بھی بہت اہم ہے جنہیں چند ناموں اور چند اشخاص کے علاوہ نعت کا کوئی خدمت گزار نظر نہیں آتا۔ شاہ فیصل کالونی کی زمین فروغِ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ہمیشہ زرخیز رہی ہے اور یہ تذکرہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ حضرت وقار صدیقی اجمیریؒ، بابا رفیق عزیزیؒ اور عارف اکبرآبادیؒ جیسے اساتذہ کا مسکن یہ علاقہ تھا اسی طرح حضرت صوفی رہبر چشتیؒ، حضرت ستار وارثیؒ جیسے بزرگ ہستی اس علاقے کی پہچان تھے۔ حمایت علی شاعر اور محمد ناصر جیسے قدآور ادبی شخصیات اسی علاقے کے مکیں رہے اور اردو ادب کے ممتاز نعت گو شاعر حضرت محسن کاکوروی کے پوتے میکش کاکوروی بھی اپنی آخری سانس تک شاہ فیصل میں مقیم رہے اور یہ سلسلہ یہاں رکا نہیں ہے بلکہ اس تذکرے میں ماضی کی نامور شخصیات کے ساتھ عہدِ حاضر کے نامور اور نو آموز نعت گو شعراء کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ تذکرہ جہاں ہمیں ہمارے اکابرین کی یاد دلاتا ہے وہیں ہمیں نسلِ نو سے بھی متعارف کرواتا ہے۔ آخر میں ابرار حسین صاحب کو میں اس تذکرے اور نعتیہ انتخاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اس پرخلوص انتخاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!!

مشاہیرِ نعت
شاہ فیصل کالونی کے نعت گو شعرا

حاجی عبدالواحد مکّی
مہتمم: جامع مسجد نور شاہ فیصل کالونی نمبر ۳
صدر: بزم غوثیہ نعت انٹرنیشنل

شاہ فیصل کالونی کی سرزمین یوں تو ہمیشہ سے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ممتاز اور معروف رہی ہے۔ لیکن بلخصوص گزشتہ چار یا پانچ دہائیوں میں گراں قدر شخصیات اس علاقے کے حوالے سے متعارف ہوئیں اور اس علاقے کی پہچان بنیں، جن میں شعبہ تعلیم ہو یا کھیل کا میدان، سماجی خدمت ہو یا طبی سہولیات کی فراہمی، اِن حوالوں سے انکا اہم کردار رہا ہے۔

زیرِ نظر تذکرہ بنام مشاہیرِ نعت جس میں شاہ فیصل کے ممتاز نعت گو شعراء و شخصیاتِ نعت کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے جن کی خدمات سے شاہ فیصل کالونی کی فضاء ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور ہوئی۔ جن میں بلخصوص وقار صدیقی اجمیریؒ، حضرت ستار وارثیؒ، ڈاکٹر سعید وارثیؒ، رشید وارثیؒ، صوفی مسعود احمد رہبر چشتیؒ، کوثر بریلویؒ وغیرہ شامل ہیں۔

ان کے علاوہ ڈاکٹر شہزاد احمدؒ، کہ جن کی شب و روز کی محنتِ شاقہ شاہ فیصل کالونی کی نعتیہ فضا کو سازگار کرنے میں معاون اور مددگار رہی ہے۔ آپ نے شعبہ نعت کے علمی جہت کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دی اور جامع کراچی سے نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی جو شعبہ نعت اور شاہ فیصل کالونی کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے۔
جناب غوث میاںؒ، سربراہ حضرت حسان بک بنک پاکستان کہ جنھوں نے اپنا تن

من دھن نعتیہ کتب کے حصول اور اس کی یکجائیت کے حوالے سے شاہ فیصل کالونی میں اہم کردار ادا کیا اس لائبریری کو پاکستان کی سب سے بڑی نعتیہ لائبرئری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت خلیل صابریؒ، جناب محبوب خان اور جناب وسیم بیگ کا گھرانہ جو محافل نعت کی سرپرستی اور انعقاد کے حوالے سے معروف رہا ہے، جس میں مقتدر شخصیات شریک ہوتی رہیں۔

مجھے جامع مسجد موتی کی وہ محفلیں بھی یاد آتی ہیں جب جناب محمد ابرار حسین اور انکے چھوٹے بھائی ڈاکٹر سرور حسین نعت شریف پڑھا کرتے تھے، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اس گھرانے کے بیشتر افراد حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہیں۔ آپکے بہنوئی جناب کوثر بھائی بھی دینی شعار رکھنے والے ایک خداترس انسان ہیں۔

یہاں اس تذکرہ کے مرتب جناب محمد ابرار حسین منتظم اعلی مسرور کیفی نعت اکیڈمی کا تذکرہ بھی ضروری ہے وہ فروغ نعت کے لئے جس کام یا جس جہت میں سوچ لیں اس کام کو آخر تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ابرار بھائی نے بات چیت کے دوران ذکر کیا تھا کہ وہ شاہ فیصل کالونی کے نعتیہ شعراء کے حوالے سے اور انکی نعتیہ خدمات اور مختصر سوانح عمری کے حوالے سے ایک کتاب شایع کرنا چاہتے ہیں اور آج یہ بات خوش آیند ہے کہ ابرار بھائی اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ نے اس اہم کام کی طرف توجہ کی اور نعتیہ اسلاف کے ذکر کو محفوظ کیا۔

میری بھی حضرت حسان بک بنک پاکستان سے وابستگی کی وجہ سے اکثر شعراء جناب حمایت علی شاعر، جناب منظر ایوبی، جناب سعید وارثی، جناب رشید وارثی، جناب کوثر بریلوی، جناب منظر عارفی، صوفی رہبر چشتی، جناب اظہر علی خان و دیگر سے ملاقات و محبتیں رہیں۔ اس تذکرہ میں شامل اکثر شخصیات اس دارفانی سے کوچ کر گئیں ہیں۔ اللہ پاک انکی مغفرت فرمائے اور نعت کی فضاء کو شاہ فیصل کالونی میں مزید سازگار فرمائے اور ابرار بھائی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی چاشنی میں مزید اضافہ فرمائے اور وہ اسی طرح نعت کی خدمت انجام دیتے رہیں۔ آمین

مشاہیر نعت

شعراء شاہ فیصل کالونی کراچی

انجینئر ندیم رشید خان
وائس چیئرمین، مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان

مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان شعبہ نعت سے وابستہ شخصیات جن میں نعت گو شعراء، ادیب، تنقید نگار، نعت خواں حضرات، نقیب اور نعتیہ محافل کے منتظمین کو مختلف انداز میں خراج تحسین پیش کرتی رہتی ہے اور اپنی تقریبات جن میں کانفرنسز، سیمنار، ادبی محافل، نعتیہ و منقبتی مشاعرے اور مذاکرے شامل ہیں۔ انکو نعتیہ شخصیات سے منسوب کر کے عوام الناس کو انکی خدمات اور انکے حالات زندگی سے آگاہی فراہم کرانے کی کوشش کرتی ہے تا کہ عوام بالخصوص نوجوان نسل کو انکی خدمات سے روشناس کرایا جائے اور انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے نعتیہ ادب میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

تذکرہ مشاہیر نعت مسرور کیفی نعت اکیڈمی پاکستان کے روح رواں جناب محمد ابرار حسین کی جانب سے ایک ایسی ہی خوبصورت اور بہترین کاوش ہے جس کے زریعے آپ نے شاہ فیصل کالونی کراچی سے وابستہ ان عظیم شخصیات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے جنھوں نے نعتیہ شعر و ادب، تنقید نگار، نعت خوانی اور نظامت میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور اس طرح ان کی شخصیت اور خدمات سے بہرہ ور ہونے کا موقع فراہم کیا۔

ان مشاہیر میں سے کچھ کو ہی انکے کلام و تصانیف کے زریعے جانتا ہوں اور انکی خدمات کا معترف ہوں تاہم جناب ستار وارثی، سعید وارثی اور رشید وارثی سے اپنے

بزرگوں کے دیرینہ ذاتی اور گھریلو تعلق کی بناء پر قربت رکھتا ہوں۔ چونکہ ہمارے آباء و اجداد کا تعلق بھی بریلی شریف سے ہے میرے والد کے ماموں جناب انتظار حسین جو معروف مصور تھے ستار وارثی صاحب کے گہرے دوست تھے چنانچہ دونوں گھرانوں میں ایک دیرینہ تعلق رہا۔ انتظار حسین صاحب جب ۸۰ کی دہائی میں کراچی تشریف لائے تو ستار وارثی صاحب سے ملاقات کے لئے آپکی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

رشید وارثی صاحب اور میرے چچا عبدالسلیم صاحب کئی برس ایک ہی کمپنی ایسوسی ایٹیڈ کنسٹرکٹرز لمیٹڈ میں ملازمت کرتے رہے اور انکی دوستی قائم رہی۔ ان کے ذریعے ہمارا بھی وارثی فیملی سے تعارف رہا اور انکی خدمات سے واقفیت حاصل ہوئی۔

میں جناب محمد ابرار حسین صاحب کو انکی اس گراں قدر کاوش پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی انکی اور ان تمام مشاہیر نعت میں کی گئی خدمات کو قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

***

مشاہیرِ نعت

(شعراء شاہ فیصل کالونی کا تذکرہ)

محمد ابرار حسین
منتظم اعلیٰ: مسرور کیفی نعت اکیڈمی

شاہ فیصل کالونی کراچی کی سرزمین علم و ادب و ہنر کے حوالے سے ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اس علاقے کو اللہ کے فضل و کرم سے انتہائی معتبر شخصیات سے نسبت حاصل رہی ہے۔ شاہ فیصل کالونی اور یہاں سے تعلق رکھنے والوں کا ایک اجمالی جائزہ بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیسے کیسے قدر آور شخصیات اس علاقے سے وابستہ رہے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر خود بھی ممتاز ہوئے اور اس علاقے کا بھی نام روشن کیا۔ تاہم اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ اس علاقے سے تعلق رکھنے والے نعت گو شعراء کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے، جس میں ان کی سوانح عمری، خدماتِ نعت اور مطبوعاتِ نعت کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ اس تذکرہ کو ترتیب دینے کا مقصد نہ صرف ان شخصیات کی نعتیہ اور علمی و ادبی خدمات کو اُجاگر کرنا اور اُنہیں خراجِ تحسین پیش کرنا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی اس سے آگاہی فراہم کرنا ہے تاکہ ان معتبر شخصیات کی کاوشوں کو آگے بڑھانے کے حوالے سے ترغیب بھی قائم ہو۔

اس تذکرہ میں جن مشاہیرِ نعت گو شعراء کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے، اُن کا تعلق کسی نہ کسی حوالے سے شاہ فیصل کالونی سے رہا ہے اور انہوں نے شاہ فیصل میں قیام فرما کر اپنی نعت گوئی کے ذریعے حضور اکرم ﷺ سے اپنا تعلق اور آپ ﷺ کی عظمت و رفعت کو

بیان کیا ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ نعت گوئی اللہ ربُّ العزت کی عطا کا نام ہے اور یہ لوگ اللہ کے منتخب لوگ ہوتے ہیں جو اس عظیم کام پر مامور ہوتے ہیں۔ اس تذکرہ میں اُن نعت گو شعراء کے مختصر تعارف کے ساتھ اُن کی شخصیت اور اُن کی ادبی و نعتیہ خدمات کا جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی شخصیت کے حوالے سے جن معتبر شخصیات نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے اُسے بھی شاملِ تذکرہ کیا ہے۔

شاہ فیصل کالونی میں قیام کے دوران میری خوش بختی رہی کہ اس تذکرہ میں شامل بیشتر شخصیات سے نہ صرف ملاقات کا شرف حاصل رہا بلکہ اُن کے ساتھ نشست و برخاست ومحافل ذکر و نعت سے بہرہ مند ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جن میں خصوصیت کے ساتھ جناب رشید وارثیؒ، صوفی رہبر چشتیؒ، جناب کوثر بریلویؒ، ڈاکٹر شہزاد احمدؒ اور دیگر شعراء شامل ہیں۔

شاہ فیصل کالونی میں نعت کی ترویج و تبلیغ کے حوالے سے کچھ شخصیات کا اس علاقے میں بڑا اہم کردار رہا ہے جس سے فقید المثال نعت خوانی کی فضاء میسّر آسکی، ایک نعت خواں کی حیثیت سے میری اُٹھان میں ان شخصیات کا بڑا کردار رہے، جن میں سرِ فہرست پاپا خلیل صابری صاحب اور ان کا پورا گھرانہ، حاجی عبد الواحد مکی صاحب، محبوب بھائی، وسیم بیگ، غوث میاں و دیگر احباب شامل ہیں۔

نعت خوانی کی فضا کو مستحکم کرنے میں ڈاکٹر شہزاد احمد صاحب کی خدمات لازوال ہیں۔ انہوں نے شاہ فیصل کالونی نمبر ۵ میں محافل نعت کی باقاعدہ بنیاد رکھی اور ایک روزہ پروگرام سے لے کر تیس روزہ محافل نعت کا باقاعدہ اہتمام کیا جس میں عشاقانِ نعت کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی رہی۔ یہ سلسلہ تاہم جاری ہے لیکن اتنی اثر انگیزی کے ساتھ نہیں۔

شاہ فیصل کالونی کے کچھ گھرانوں میں محافل نعت کا باقاعدہ انعقاد ہوتا رہا، جن میں وسیم بیگ کا گھرانہ، رشید وارثی صاحب کا گھرانہ ''قصرِ وارث'' ہے جن میں کچھ احباب باقاعدگی سے شریکِ محفل ہوتے رہے جن میں جناب صبیح رحمانی صاحب، علامہ فیصل

عزیزی بندگی، جناب رئیس احمد، مکرّم علی خان، ڈاکٹر زاہد، علامہ طارق بن آزاد اور زکریا اشرفی شامل ہیں۔

پرفیسر ڈاکٹر سعید صاحب سربراہ طارق بن زیاد کالج، ایک علمی اور ادبی شخصیت کے حامل شاہ فیصل میں قیام پذیر ہیں، آپ ڈاکٹر شہزاد احمد کے پی ایچ ڈی ڈگری کے حوالے سے نگراں مقرر کئے گئے۔

جناب غوث میاںؒ جنھوں نے نعتیہ کُتب کے ورثے کو محفوظ کرنے کے حوالے سے شاہ فیصل کالونی میں حسان بُک بنک پاکستان کے نام سے نعتیہ لائبریری کی بنیاد رکھی، جسے پاکستان میں سب سے بڑی انفرادی نعتیہ لائبریری ہونے کا اعزاز حاصل ہے، آپ کی فروغِ نعت اور نعتیہ کُتب کو محفوظ کرنے کے حوالے سے خصوصی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔

جناب زکریا شیخ اشرفی کو نعتیہ صحافت میں سب سے کم عمر مدیر نعت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انہوں نے نعت نیوز کے کئی پرچے نکالے تاہم یہ سلسلہ دیگر وجوہات کی بناء پر موقوف ہے۔ آپ نے میڈیا کے حوالے سے خصوصی خدمات پیش کیں اور انتہائی بامقصد پروگرام ترتیب دیئے۔

کراچی کی فضا میں اس علاقے کی پہچان ہمیشہ بہت بلند رہی ہے تاہم جہاں کراچی کے نامساعد حالات اور اس علاقے سے معتبر افراد کی مسلسل ہجرت نے اس علاقے کا رنگ وروپ بُری طرح متاثر کیا ہے وہیں نعت کی فضا بھی متاثر ہوئی ہے۔

جن احباب کا تذکرہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اس میں سے نوے فیصد لوگ انتقال فرما چکے ہیں اور افسوس اِسی بات کا ہے کہ اکابرینِ نعت گو اب اس علاقے میں بہت کم رہ گئے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ نئی نسل میں ذوقِ نعت پیدا ہو اور بالخصوص نوجوان اس طرف مائل ہوں۔

***

شاہ فیصل کالونی کی مختصر تاریخ

تحریر: سید علی عمران

قیامِ پاکستان سے پہلے کا ڈِرگ روڈ:

یہ علاقہ دراصل کراچی کی ایک مشہور اور معروف سڑک ڈِرگ روڈ کے نام سے موسوم تھا۔ یہ سڑک ایک انگریز کرنل "ڈِرگ" کے نام سے منسوب تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران اس سڑک کے دونوں جانب فوجیوں کے لیے بیرکس اور اسٹور تعمیر کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں ایک ریلوے اسٹیشن بھی تعمیر کیا گیا تھا جو خالص فوجی مقاصد کے لیے تھا۔ 1924 میں یہاں سول ہوائی اڈّا بھی تعمیر کیا گیا تھا اور پھر دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں فوجی ہوائی اڈّا بھی تعمیر کیا گیا۔ انگریزوں نے ہندوستانی فضائی فوج کو ڈِرگ روڈ کے مقام پر ہی منظّم کیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اس ہوائی اڈے کو ایک اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ اسی ہوائی اڈّے کے صدر دفتر میں قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے پرچم کو لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی تھی اور یوں پہلی بار پاکستان کی فضاؤں میں سبز ہلالی پرچم اِسی ہوائی اڈّے پر لہرایا گیا تھا۔ ہوائی اڈّا بننے اور ریلوے اسٹیشن کے قیام کی وجہ سے اس علاقے میں ایک چھوٹا سا قصبہ وجود میں آ گیا تھا جو ڈِرگ روڈ کی مناسبت سے ڈِرگ کالونی کے نام سے مشہور ہوا تاہم اس کے علاوہ بھی کچھ گوٹھ یہاں پہلے سے موجود تھے۔ اس چھوٹے سے قصبے میں ایک گرجا گھر بھی تھا جو اب تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ پارسیوں کا مرگھٹ بھی ریلوے اسٹیشن کے قریب قائم تھا جس میں سینکڑوں گدھ اور چیلیں منڈلاتے رہتے تھے تاہم یہ مرگھٹ آبادی کے بڑھاؤ کے بعد ختم کر دیا گیا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد کی ڈرگ کالونی:

قیام پاکستان کے بعد بہت بڑی تعداد میں ہندوستان کے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے پاکستان کی جانب ہجرت کی یہ لوگ تعلیم یافتہ اور انتہائی ہنر مند تھے مگر اپنا سب کچھ ہندوستان چھوڑ آئے تھے اور سب نے اپنی زندگی صفر سے شروع کی۔ جب ان کی تعداد بڑھی تو ان لوگوں نے کراچی کے مضافات میں رہائش اختیار کرنا شروع کی۔ 1950 میں جب کمشنر کراچی نے آبادکاری پروگرام کے تحت وسیع اراضی پر پلاٹ ڈرگ کالونی میں چکور نالے (کسی زمانے میں اس نالے پر موسم سرما میں چکور آکر بیٹھا کرتے تھے جس کی وجہ سے اس نالے کا نام چکور نالہ پڑ گیا) کے پاس زمین الاٹ کی تو لوگوں نے پہلے کچے مکانات بنانا شروع کیے۔ گھروں کی تعمیر کے لیے اکثر لوگ خود اپنے ہاتھوں سے مٹی کی کچی اینٹیں تیار کرتے اور گھروں کی چھتیں چٹائیوں سے بناتے۔ دروازے کھڑکیاں لگانے کے اگر پیسے نہیں ہوتے تو ٹاٹ کی بوریوں سے پردہ بنا کر لگادیتے۔ کھلے گھر میں خواتین کے پردے کے انتظام کے لیے ایسی بیلوں کے پودے زمین میں لگائے جاتے تاکہ یہ بیلیں پھیل جانے کے بعد پردے کا کام کریں۔ شروع شروع میں بجلی کا تصور بھی آتا تھا اور لالٹین ہی پر گزارا تھا۔ 1951ء میں چکوری نالے سے تھوڑا آگے جا کر سرکار نے باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ 80 گز کے کوارٹرز بنانا شروع کیے اور اسے ایک نمبر سے پانچ نمبر تک پانچ بلاکس میں تقسیم کیا۔ کراچی میں مہاجرین کے لیے قائم مختلف عارضی خیمہ بستیوں میں سے لوگ ان کوارٹرز میں لا کر بسائے گئے۔ ان کوارٹرز میں بسنے والے مہاجرین میں سب سے زیادہ بڑی تعداد الہ آباد سے آنے والے مہاجرین کی تھی اس کے علاوہ بہار، لکھنؤ، فتح پور، امروہہ اور دہلی وغیرہ سے آنے والے مہاجرین بھی یہاں بڑی تعداد میں آباد ہوئے۔ قیام پاکستان سے پہلے کی ڈرگ کالونی ہمیشہ سے کنٹونمنٹ بورڈ کے زیر کنٹرول تھی اور اب بھی کنٹونمنٹ بورڈ کے ہی انڈر آتی ہے اور یہ اب ایک بہت بڑی آبادی بن گئی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے بسائی گئی کالونی میں 80 گز کے کوارٹرز اور کم رقبے پر دیگر رہائشی بلاکس کے علاوہ 400 گز کا رہائشی علاقہ بھی موجود ہے جس میں بڑے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ یہ یہاں کا پوش علاقہ ہے اور انتہائی منظم منصوبہ بندی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ 1960 میں ڈرگ کالونی نمبر دو میں ہاجرہ آباد کالونی کے نام سے کمشنر سید

دربار علی شاہ نے سنگ بنیاد رکھا جس کی تکمیل پر محترمہ فاطمہ جناح نے مکینوں میں چابیاں تقسیم کی۔ اس وقت ایک کوارٹر کی قیمت 3 ہزار روپے تھی اور وہ بھی قسطوں میں وصول کی گئی۔ اس میں ایک کمیونٹی سینٹر بھی قائم کیا گیا جس کا نام معروف خاتون بیگم قیوم کے نام پر رکھا گیا۔ اسی طرح 4 نمبر میں بھی ایک کمیونٹی سینٹر کھوکھر کلب کے نام سے قائم ہے۔ اس کے علاوہ شاہ فیصل ایک نمبر پر مرکزی سڑک بازار کی صورت اختیار کر گئی ہے جہاں سب سے قدیم بازار سبزی گلی کے نام سے مشہور ہے۔ کالونی کی ترقی میں سعید وارثی صاحب کا اہم کردار تھا جنہوں نے 1964ء میں مجلس سماجی کارکنان کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی جبکہ اس کا دفتر ایک نمبر پر بنایا گیا تھا۔ ڈاکٹر قدسیہ شوکت عمر جو 1929ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کی شادی کے 12 دن بعد ہی ان کے شوہر شوکت عمر کا انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹر قدسیہ نے ان کی یاد میں 30 اگست 1960 کالونی میں ہی عیدگاہ کے برابر میں شوکت عمر کے نام سے ایک ہسپتال قائم کیا۔ 1979ء میں انہوں نے اس ہسپتال کو فوجی فاؤنڈیشن کے حوالے کر دیا جو آج تک اسکے انتظام کو دیکھتا ہے۔

کچھ ذکر شاہ فیصل ٹاؤن کا:

1974ء کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں جب سعودی عرب کے بادشاہ جناب شاہ فیصل پاکستان تشریف لائے تو ان کے نام سے ڈرگ روڈ کا نام شاہراہ فیصل اور ڈرگ کالونی کا نام شاہ فیصل کالونی رکھ دیا گیا۔ یوں یہ پورا علاقہ شاہ فیصل کالونی کے نام سے مشہور ہو گیا تاہم اب بھی پرانے لوگ اسے ڈرگ کالونی کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ یہ علاقہ کراچی شہر کے شمال مشرق کی سمت میں واقع ہے۔ شاہ فیصل کالونی کا علاقہ ہمیشہ سے ضلع شرقی کا حصہ رہا ہے مگر 2000ء میں جب ضلعی نظام کو ختم کر کے ٹاؤن سسٹم متعارف کرایا گیا تو شاہ فیصل کالونی کو بھی ایک ٹاؤن بنا دیا گیا۔ یہ ٹاؤن ڈرگ روڈ کے اسٹیشن سے شاہراہ فیصل اور نیشنل ہائی وے کے ساتھ ساتھ ملیر ندی تک تھا۔ اس طرح شاہ فیصل کالونی کی حدود بھی بڑھ گئی اور اس میں ملیر کے علاقے شمسی سوسائٹی، الفلاح، رفاہ عام، باغ ملیر جامعہ ملیہ اور بابا ولایت شاہ کے مزار سے ملیر ندی تک کے علاقے شامل کر دیے گئے۔ 2013ء میں جب ٹاؤن سسٹم کو ختم کر کے دوبارہ ضلعی نظام نافذ کیا گیا تو شاہ فیصل کالونی کو نئے بننے والے ضلع کورنگی کی ایک تحصیل کے طور پر شامل کر لیا

گیا۔ تاہم 2022 کے ضلعی ٹاؤن سسٹم میں شاہ فیصل ٹاؤن کو دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ اس کے شمال مشرق میں ملیر، مشرق میں بن قاسم ٹاؤن، جنوب میں لانڈھی اور کورنگی ہیں جبکہ شمال مغرب میں فیصل کنٹونمنٹ واقع ہے۔

شاہ فیصل ٹاؤن کے مختلف علاقے:

شاہ فیصل ٹاون میں ایک نمبر سے پانچ نمبر تک کے علاوہ سادات کالونی، ناتھا خان گوٹھ، ریتا پلاٹ، عظیم پورہ، گرین ٹاؤن، گولڈن ٹاؤن، پنجاب ٹاؤن، وائرلیس گیٹ، شمسی سوسائٹی، رفاہ عام سوسائٹی، الفلاح سوسائٹی، باغ ملیر، بابا ولایت شاہ کے مزار کا اطراف، گوہر گرین سٹی اور ملیر ندی تک کے دیگر گوٹھ شامل ہیں۔

تعلیمی ادارے:

موجودہ دور میں شاہ فیصل کالونی کی تعلیم کے فروغ میں سب سے اہم کردار سپیریئر کالج، خورشید گرلز کالج اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین پانچ نمبر شاہ فیصل کالونی کا ہے۔ شاہ فیصل کالونی سے لے کر ملیر تک کے رہائشیوں کی ایک بڑی تعداد انہی دو کالجوں سے وابستہ رہی ہے۔ اس سلسلے میں خورشید گرلز کالج کی ایک سابقہ پرنسپل پروفیسر زینت ابتہاج کا کردار بہت اہم ہے۔ ان مندرجہ بالا ۳ تعلیمی اداروں سے بھی پہلے پورے مضافاتی علاقے میں جس ادارے کا سب سے اہم کردار رہا ہے وہ اسی ٹاؤن کے علامہ اقبال کالج کا ہے جو پہلے اسٹار گیٹ کے پاس واقع تھا اور پروفیسر حسنین کاظمی نے اپنے رفقاء کے ساتھ 1966ء میں قائم کیا تھا۔ 2002ء میں اس کالج کی گرلز کو شاہ فیصل 3 نمبر پر جامعہ حمادیہ کے برابر میں گرلز کالج کے لیے بنائی گئی نئی عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ پرانی عمارت میں اور نئی عمارت میں بھی ایک طویل عرصے تک پروفیسر نوشابہ صدیقی پرنسپل رہیں۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کو منعقد کرانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ جامعہ ملیہ کا قیام مولانا محمد علی جوہر نے 1920ء علی گڑھ میں کیا تھا جسے بعد میں دہلی منتقل کر دیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ڈاکٹر محمود حسین نے 1948ء میں جامعہ ملیہ کے سابق طالب علموں کی ایک تنظیم بنا کر جامعہ ملیہ کے ہی نام سے بڑی اراضی حاصل کی اور مختلف تعلیمی ادارے کھولے۔ موجودہ ضلع ملیر اور ضلع کورنگی کی تعلیمی ترقی میں اس ادارے کا کلیدی کردار ہے۔ ان بڑے تعلیمی

اداروں کے علاوہ شاہ فیصل ٹاؤن میں ہر بڑے اسکول کی برانچ موجود ہے۔ اس کے علاوہ نجی شعبے کے تحت قائم تعلیمی اداروں میں برائٹ سکسیس کوچنگ سینٹر، فارابی کوچنگ سینٹر اور آدم جی وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں جبکہ جامعہ فاروقیہ، جامعہ حمادیہ، مدرسہ قادریہ سبحانیہ اور دارالعلوم مدرسہ روحانیہ اسلامیہ جیسے بڑے مدارس بھی شاہ فیصل ٹاؤن میں واقع ہیں۔

معروف شخصیات:

شاہ فیصل میں رہائش اختیار کرنے والے معروف ادبی لوگوں میں حمایت علی شاعر، ڈاکٹر ہلال نقوی، سرشار صدیقی، منظر ایوبی، سرور بارہ بنکوی، سید یاور مہدی، اوج کمال، شعیب ناصر، ساقی امروہوی، ابرار حسین، اثر سلطان پوری، چھجن صاحب شامل ہیں۔ معروف ہاکی کے کھلاڑی سمیع اللہ، کلیم اللہ اور شہناز شیخ جبکہ کرکٹر توصیف احمد اور معروف بینکرز زیارت علی کا بھی شاہ فیصل کالونی مسکن رہ چکا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر شکیل اوج، جسٹس اقبال رضوی، پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین قادری، پروفیسر ناصر عباس، پروفیسر محمد کاظم، پروفیسر ذکا اللہ، پروفیسر سیف اللہ، پروفیسر چودھری احسان اللہ، پروفیسر ڈاکٹر طاہر علی، پروفیسر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر صبا زہرا، پروفیسر ڈاکٹر عدنان احمد، پروفیسر مدثر اور معروف سیاست دان کنور قطب الدین کا تعلق بھی شاہ فیصل ٹاؤن سے ہی ہے۔ اگر کسی کو شاہ فیصل کالونی کے مزید مشاہیر کے بارے میں علم ہے تو برائے مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ ان کے نام بھی شامل کر لیے جائیں۔

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب اور مضامین سے مدد لی گئی ہے:

1۔ بلدیہ کراچی سال بہ سال (بشیر سدوزئی)

2۔ کراچی تاریخ کے آئینے میں (محمد عثمان دموہی)

3۔ شہروں میں شہر کراچی (نسرین اسلم شاہ)

4۔ سادات کالونی ڈرگ روڈ (سید ظہیر حسن زیدی)

5۔ عرب نیوز (29 مارچ 2019)

6۔ وادی ملیر (حمید ناضر)

7۔ کچے گھر تھے اور جھونپڑیاں (شگفتہ فرحت اخبار جنگ 6 اکتوبر 2021)

مسلم ضیائی

مسلم ضیائی پاکستان سے تعلق رکھنے والے اردو کے نامور محقق، ماہر غالبیات، مدیر، بچّوں کے مصنف اور صحافی تھے۔آپ 1911ء کو لکھنؤ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔آپ کا اصل نام عبدالوہاب تھا۔آپ کی ابتدائی تعلیم لکھنؤ اور کاکوری میں ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد 1924ء کو حیدرآباد دکن چلے گئے جہاں جامعہ عثمانیہ سے گریجویشن اور ایم اے کیا۔مسلم ضیائی نے اولاً صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ پھر اردو محل کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ 1952ء میں آپ پاکستان منتقل ہو گئے۔ 1954ء میں اپنی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے معتوب ہوئے اور دو برس قید و بند تک کی صعوبتیں برداشت کیں۔ 1956ء میں رہائی کے بعد سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی اور نادر کتب کی تجارت اور اخبارات و جرائد میں فری لانسنگ کو ذریعہ معاش بنایا۔مسلم ضیائی نے تمام عمر تجرد میں گزاری۔ آپ نے پوری زندگی لکھنے پڑھنے میں گزاری۔آپکی تصانیف میں بچوں کی دیکھ بھال (1947ء) روسی ظرافت (1944ء) اُردو شعرا کا تذکرہ غالب کی داستانِ عشق غالب کا منسوخ شدہ دیوان (1969ء)* کتب خانہ شاہان اور میر تقی میر: آپ بیتی (1975ء) ٹیپو سلطان اور اس کے خواب شامل ہیں۔غالب کی زندگی میں "دیوان غالب" کی پانچ اشاعتیں ہوئیں جن میں سے آخری اشاعت کی ترتیب ابتدائی چار سے مختلف ہے۔مختلف نسخوں میں جو اختلاف، اضافے یا غالب کے خود منسوخ کردہ اشعار تھے انہیں مفتی انوار الحق، امتیاز عرشی اور مالک رام نے مختلف خطی اور مطبوعہ نسخوں کو پیش نظر رکھ کر متداوّل میں اضافے کر کے مختلف اوقات میں شائع کیا ہے۔آپ بحیثیت نعت گو کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں آپ کا معروف نعتیہ کلام اس تزکرہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔مسلم ضیائی اپنے حیات کے آخری ایام شاہ فیصل کالونی میں گزارے۔

آپ 7 ستمبر، 1981ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔آپ شاہراہ فیصل کالونی گیٹ کے قبرستان آسودۂ خاک ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میں سجدہ کروں یا کہ دل کو سنبھالوں محمدؐ کی چوکھٹ نظر آ رہی ہے
اسی بے خودی میں کہیں کھو نہ جاؤں تڑپ کملی والے کی تڑپا رہی ہے

دو عالم کا داتا مرے سامنے ہے کہ کعبے کا کعبہ مرے سامنے ہے
ادا کیوں نہ فرضِ محبت کروں میں خدا کی خدائی جھکی جا رہی ہے

گلے میں ہیں زلفیں تو نیچی نگاہیں، نظر چومتی ہے مدینے کی راہیں
فرشتے بھی بڑھ کر قدم لے رہے ہیں محمدؐ کی جوگن چلی جا رہی ہے

فقیری کا مجھ میں نہیں ہے سلیقہ نہ آتا ہے کچھ مانگنے کا طریقہ
اِدھر بھی نگاہِ کرم یا محمدؐ زمانے کی جھولی بھری جا رہی ہے

فرشتو! سرِ راہ آنکھیں بچھا دو، اُٹھو بہر تعظیم سر کو جھکا دو
خدا کہہ رہا ہے مرے دلربا کی وہ دیکھو سواری چلی آ رہی ہے

یہ فرمایا حق نے کہ پیارے محمدؐ ہمارے ہو تم ہم تمہارے محمدؐ
ہمیں اپنے جلوؤں میں اے کملی والے تمھاری ہی صورت نظر آ رہی ہے

یہ جذبِ محبت ہے رحمت خدا کی، ہے چوکھٹ مرے سامنے مصطفیٰؐ کی
مجھے کیوں نہ قسمت پہ ہو ناز مسلم محبت کہاں سے کہاں لا رہی ہے

سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی (علیگ)

سید رفیق عزیزی کا پیدائشی نام سید محمد ممتاز رفیق ہے۔آپ کا سنِ ولادت 7 مئی 1914ء ہے۔آپ کا مقامِ ولادت ہنڈون سٹی ریاست جے پور راجستان انڈیا ہے۔

سید رفیق عزیزی کی تعلیم کا سلسلہ گورنمنٹ اسکول ہنڈون سٹی ریاست جے پور سے شروع ہوا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں سرتاجِ مشائخ حضرت بابا یوسف شاہ تاجیؒ کی ولادت ہوئی۔ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے بی اے آنرز فلسفہ کیا۔ اسکے علاوہ درس نظامی، منشی فاضل فارسی، ادیب فاضل پنجاب یونی ورسٹی سے کیا۔ 1936ء میں بابا یوسف شاہ تاجی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کیا۔

طالب علمی کا زمانہ اور مشاعروں کے ساتھیوں کے نقوش پوری زندگی پر محیط ہوتے ہیں۔اس حوالے سے انتہائی قد آور شخصیات آپکے حصہ میں آئیں۔جن میں اسرار الحق مجاز علیگ، شکیل بدایونی علیگ، راز مرادآبادی علیگ، کنور اصغر علی خان علیگ عرف البیلے شاہ یوسفی تاجی وغیرہ۔

سید رفیق عزیزی وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہیں ہر حوالے سے قابل احترام بزرگوں اور مشہور زمانہ علمی و ادبی شخصیات اور بے شمار قابل احترم اساتذہ کرام کی صحبت و قربت اور شفقت و محبت اور فیضان صحبت نصیب ہوا، جن میں جگر مرادآبادی، جوش ملیح آبادی، مولانا عبد السلام نیازی دہلوی، مولانا سلیم الدین وارثی، ادیب الملک حضرت یوسف عزیز جے پوری، حضرت ذہین شاہ تاجیؒ وغیرہ شامل ہیں۔

شعروسخن کے حوالے سے سید رفیق عزیزی نے اس دور کے جید اور نامی گرامی شعراء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔جن کا شمار اردو ادب کے بڑے اساتذہ شعروسخن میں

ہوتا ہے۔جن میں فدا نیازی، مرزا داغ دہلوی، سید میکش اکبرآبادی وغیرہ شامل ہیں۔

سید رفیق عزیزی کی حمدیہ و نعتیہ شاعری کسی تبصرہ یا تعارف کی محتاج نہیں۔آپ کو بچپن سے تصوّف کی جو روشنی ملی تھی اس نے زندگی بھر آپ کے دل و دماغ پر گہرے اثرات مرتّب کیئے۔سید رفیق عزیزی کا شعری سرمایہ زیادہ نہیں آپ نے اپنے لئے مختصر کہا مگر جو کہا اتنا بھرپور کہا کہ عہدِ حاضر کے جید اور قادر الکلام شعراء میں ممتاز و منفرد نظر آتے ہیں۔آپ کے یہاں بھرتی کے مضامین نہیں۔

آپ کی زندگی کی مصروفیت کا احوال کچھ اس طرح ہے آپ نے 1935 سے 1947 تک افسانہ نگاری کی۔ 1947 تک سید رفیق عزیزی بے شمار رزنامہ سے وابستہ رہے اور ادارتی فرائض انجام دیتے رہے۔28 نومبر 1947 آپ نے پاکستان ہجرت کی۔لاہور والٹن کیمپ میں ٹھرے، پھر کراچی منتقل ہوگئے۔کئی علاقوں میں رہے، شاہ فیصل کالونی میں قیام آپکا ایک مضبوط حوالہ ہے۔

آپ کے کراچی میں کئی شاگرد ہوئے اور آپ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ جناب عزیز الدین خاکیؒ آپ کے ہونہار شاگردوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔آپ ہی نے تنِ تنہا اپنے تعلق کا حق ادا کیا اور رفیق عزیزی نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جو قابلِ ستائش ہے۔عزیز الدین خاکیؒ نے اپنی انتھک محنت اور ہمہ وقت جستجو سے سید رفیق عزیزی کے فن اور شخصیت کے حوالے سے ایک بہترین تاریخی دستاویز یکجا کردی ہے۔

ممتاز محققِ نعت اور صف اول کے تذکرہ نگار ڈاکٹر شہزاد احمد آپکی شخصیت کے حوالے سے رفیق عزیزی نمبر میں فرماتے ہیں کہ ’’کارخانۂ قدرت میں کچھ شخصیات فیض رساں اور مرکزِ علم و حکمت ہوا کرتی ہیں۔ان علم و حکمت سے پر شخصیات سے کسب فیض حاصل کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہوتی ہے۔تمام حضرات بقدر ظرف و استطاعت ان خاصان خدا سے سیرابی حاصل کرتے ہیں۔فیض رساں و فیض بخشنے والوں میں ایک نمایاں نام حضرت سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی علیگ بھی شامل ہیں۔آپ یگانہ

روزگار ہمہ جہت و ہمہ صفت شخصیت کے مالک تھے۔آپ نے زندگی کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں ترین خدمات انجام دیں۔مختلف جہات میں تحقیقی و علمی مقالات کے یادگار نقوش چھوڑے ہیں۔اس سرمایہ علم وادب کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔تشنگانِ علم و ادب اس فیض رساں سرچشمہ سے سیراب ہوتے رہیں گے۔

سید رفیق عزیزی کا زاویہ فکر بہت وسیع تھا۔آپ کی شخصیت زندگی کے مختلف شعبوں کا احاطہ ہے۔آپ بیک وقت عالم، شاعر، صوفی، ادیب محقق اور بالغ نظر نقاد اور صحافی ہیں تصوف وطریقت کی تبلیغ شعر وادب کی خدمت اور تنقید وتحقیق آپ کے پسندیدہ شعبے رہے ہیں۔آپ نے ایک بہت بڑے انسان ہونے کے باوجود خود کو نمایاں نہیں کیا۔ کسی سے توقعات وابستہ نہیں کیں، آپ بے نیازی اور صبر وشکر کی روشن ترین مثال ہیں۔

علم وادب اور شعر وسخن کے اس بے مثال و بے نیاز شخصیت کا وصال بروز منگل 20 مئی 2008 کو ہوا۔تدفین بروز بدھ بعد نمازِ ظہر عظیم پورہ قبرستان شاہ فیصل کالونی میں ہوئی۔شعر وسخن اور علم وادب سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات آپ کے جنازے میں شریک تھیں۔اللہ پاک بابا سید رفیق عزیزیؒ کی بے حساب مغفرت فرمائے۔

مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے زیرِ اہتمام (سی اے اے کلب) میں آپ کی شخصیت اور نعتیہ ادبی خدمات کے حوالے سے ایک تعارفی رتعزیتی نشست رکھی گئی، جس میں جناب عزیز الدین خاکی، جناب فیصل عزیزی بندگی و دیگر شخصیات شریک ہوئے۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکارؐ کڑی دھوپ میں ہم لوگ کھڑے ہیں
اور اپنے ہی اعمال کے دلدل میں گڑے ہیں

سرکارؐ اندھیروں کے بھنور میں ہیں سفینے
اور ان میں معاصی کے بڑے بوجھ پڑے ہیں

نیت میں ہیں سو کھوٹ بچا لیجیے سرکارؐ
پاسنگ ترازو میں ہیں، پلڑوں میں دھڑے ہیں

دنیا ہے کہ میدان عقوبت ہے یہ سرکارؐ
اک دشتِ بلا خیز میں ہم لوگ کھڑے ہیں

سرکارؐ کے دربار میں آنے کی ہے حسرت
اور آپؐ تک آنے کے لئے کوس کڑے ہیں

اللہ نے خود ذکر کو دی آپؐ کے رفعت
سرکارؐ بڑے سب سے بڑے سب سے بڑے ہیں

سرکارؐ رفیقؔ آپ کی رحمت کا ہے محتاج
گو زیورِ اعمال میں سو جرم جڑے ہیں

حکیم عبدالرشید پریمی اجمیری

حکیم عبدالرشید پریمی اجمیری کا شمار شاہ فیصل کالونی کے شعبہ نعت کے حوالے سے ایک نابغۂ روزگار شخصیت اور پختہ کار شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ 1920 اجمیر شریف بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ساری زندگی ایک پریمی بن کر پریم نگرا جمیر شریف کی دولت بصورت نعتیہ شاعری لٹائی ہے۔

آپ کے والد محمد بخش بھی شاعر تھے اور (منصف) تخلص فرماتے تھے۔ پریمی اجمیری نے پاک طبیہ کالج لاہور سے علم طب کی سند حاصل کی اور اوائل عمری میں خوشنویسی و معکوس نویسی آپکا ذریعہ معاش بنی۔ حکیم صادق اور طبیب بن کر خلق خدا کی خدمت کی۔ فن شاعری میں حضرت عرش اجمیری سے فیض تلمذ حاصل کیا۔ بعد میں وقار صدیقی اجمیری سے بھی مشورہ سخن لیا کرتے تھے۔

پریمی اجمیری نے ابتداء میں ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی۔ آپ نے بے شمار بہار یہ کلام لکھے۔ آپ ایک پکے غزل گو تھے۔ مگر بعد میں نعت گوئی سے ایسا مضبوط رشتہ جوڑا کہ پھر ساری زندگی نعت رسول کے علاوہ کچھ نہ کہا۔ اور نعت رسول ﷺ ہی ان کی شناخت بن گئی۔ وہ نعت گو شعراء کی صف میں ایک ممتاز مقام کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ پریمی اجمیری ایک خوش نویس تھے انہوں نے اپنے نعتیہ مجموعہ کلام (رنگ نکہت روشنی) کی از خود کتابت کی تھی مگر دیگر وجوہات کی بنا پر یہ نعتیہ دیوان انکی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ بعد میں مرحوم کے صاحبزادے عبدالرحیم نے اس حوالے سے کوشش کی لیکن پھر بھی یہ کلام شایع نہ ہو سکا۔

ممتاز محقق نعت ڈاکٹر شہزاد احمد نے پریمی اجمیری کے نعتیہ مجموعہ رنگ نکہت روشنی

میں پریمی اجمیری کا جامع تعارف شامل کیا اور اسی تذکرہ سے اس مضمون میں استفادہ کیا گیا ہے۔ جناب پریمی اجمیری شاہ فیصل کالونی نمبر 5 میں قیام پذیر رہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اکثر و بیشتر محافل نعت میں آپکا ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر شمار کئے جاتے ہیں۔ اس تذکرے کی تیاری میں آپکا نام ممتاز نقیبِ محفل جناب فیاض احمد نے یاد دِلایا جسکے لئے میں آپکا بے حد ممنون ومشکور ہوں۔ یوں میں نے آپکا تعارف اس تذکرہ کے لئے ڈھونڈنے کی کوشش شروع کی۔

شاعرِ حمد ونعت طاہر سلطانی صاحب کے نعتیہ انتخاب ''نعت رحمت'' میں آپکی ایک نعت ملی جو شاملِ اشاعت ہے۔ آپ کا سنِ ولادت اور سنِ وفات اِس نعت کے آخر حاشئے میں بھی مل گیا۔

غوث میاںؒ نے اوج نعت نمبر میں غیر مطبوعہ کتب کے حوالے سے کتب کا تذکرہ کیا ہے اس میں جناب پریمی اجمیری صاحب کی کتاب کا ذکر بھی موجود ہے۔

ڈاکٹر شہزاد احمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں آپکی کتاب ''رنگ نکہت روشنی'' کا تذکرہ کیا ہے جس میں سنِ اشاعت 1998 لکھا ہے۔

''فہرست کتب'' نعت لائبریری شاہدرہ سے شائع ہونے والی فہرست میں صفحہ نمبر 39 پر پریمی اجمیری کی کتاب ''رنگ نکہت روشنی'' کا ذکر موجود ہے۔ یہ کتاب 48 صفحات پر مشتمل ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی ضخیم مجموعہ نہیں۔

پریمی اجمیری ایک فقیر منش نعت گو تھے جنھوں نے اپنی حیات میں اپنے مجموعۂ نعت شائع نہ کرا سکے اور حضرت مسرور کیفیؒ نے آپکی کتاب رنگ نکہت روشنی ادارہ نعت نما کندن اسٹریٹ کراچی کے پلیٹ فارم سے آپکے وصال کے بعد شائع کی جو قابل ستائش ہے۔

پریمی اجمیری نے 67 سال عمر پائی اور 24/ذولحجہ بروز جمعرات 20/اگست 1987ء اس عالم فانی سے عالمِ جاودانی کو کوچ کیا۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

علمِ شہِ لولاک کا اللہ رے تبحّر
ممکن نہیں جبریل سے بھی جس کا تصور

ہر نقشِ قدم اس کا ابھی تک ہے درخشاں
سرگشتہ و حیران ہے آئینِ تغیّر

کچھ لوگ مدینے میں ہیں کچھ عرشِ علیٰ پر
بھرپور ہے اس ذکر کا ہر دل پہ تاثّر

بڑھتی ہی چلی جاتی ہے یہ رونقِ دنیا
تنزیلِ عنایات کا ثابت ہے تواتر

بڑھتا ہی گیا عظمتِ سرکارؐ کا احساس
قرآن میں جتنا بھی کیا ہم نے تدبّر

ہے نسبتِ سرکارِؐ مدینہ سے عبارت
یہ شان یہ عزت یہ توقیر یہ تفاخر

ایمان ہے ایقان ہے عرفان و عبادت
پریمیؔ مِری آنکھوں میں مدینے کا تصوّر

وقار صدیقی اجمیری

جناب وقار صدیقی اجمیری، اجمیر مقدس میں 5 ربیع الاول 1923 کو عبدالطیف سلیمانی کے گھر پیدا ہوئے۔ لطیف چشتی آتش نوا مقرر صوفی صافی اور توحید و رسالت کے بے باک مبلغ کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے۔

وقار صدیقی اجمیری نے 1938ء میں اجمیر میں علامہ محمود الحسن بہار کوٹی کی شاگردی اختیار کرتے ہوئے شعر و سخن کا آغاز کیا اور مشورۂ سخن کرتے رہے، بہار کوٹی کے دیگر شاگردوں میں نصیر کوٹی، اُفق اجمیری، محبوب گوالیاری، برق گولیاری، سراج اعظمی مجاز دہلوی، الطاف شاہد اور مسرور بدایونی نے شعر و ادب کی دنیا میں شہرتیں بھی حاصل کیں اور صاحبان مجموعہ بھی ہوئے۔ خود وقار صدیقی کے شاگرد خالد محمود نقشبندی کو نعت کے حوالے سے اس قدر شہرت ملی کہ جن کی نعت کا یہ شعر زبان زدِ خاص و عام ہے۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

اجمیر میں نعت کی ترویج میں جس طرح انکے والد لطیف چشتی اجمیری تا حیات مشغول و مصروف رہے، اس کے باعث ہندوستان بھر میں ارادت مندوں کو حلقہ بھی وسیع ہوتا رہا۔ اُنہیں انکے شیخ مکرم خواجہ اللہ بخش تونسویؒ نے رشد و ہدایت پر مامور فرمایا تھا۔

وقار اجمیری کے برادر بزرگ مولانا عبدالرحیم صابر، مولانا عبدالقیوم شمع، مولانا عبدالسلام عاجز اجمیری اور ان کے بزرگ بھتیجے عبدالعظیم برق نے مل کر پورے گھر کے ماحول کو شاعرانہ بنا رکھا تھا۔

وقار اجمیریؒ کا نعتیہ مجموعہ "حرف حرف خوشبو" کراچی سے شایع ہوا۔آپ کے کلاموں میں زبان و بیان کی پاکیزگی کے ساتھ تصوف آمیز فکر کی جھلک ملتی ہے اور سازِ دل بے اختیار بجنے لگتا ہے اور گل ہائے رنگا رنگ قوس وقزح کی مانند جھلملاتے ہیں۔آپ کے نعتیہ مجموعہ حرف حرف خوشبو میں جید اساتذہ اور اکابرین نے اپنا تبصرہ تحریر فرمایا ہے جن میں جناب سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی (تعارف)، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی (نعت کے نئے افق)، جناب محمد شمیم (نافہ شوق)،مولانا حسن مثنی ندوی (دیباچہ نکہت) شامل ہیں۔

سید رفیق عزیزی فرماتے ہیں:

''محبت اور عقیدت کی زبانیں الگ الگ ہیں۔سرکار اقدس ﷺ سرچشمہ محبت ہیں،شہنشاہِ خوباں ﷺ کی شان میں بلا اہتمام نعت عرض کرنے والوں نے اگر الحمد اور محمد کے اسرار کو پیش نظر نہیں رکھا ہے تو اہلِ عرفان کے نزدیک قدم قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں۔الحمد اللہ وقار صاحب نے توحید کے نازک مسائل کو اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اسرار کو بڑے بڑے عرفاء اور علماء سے سمجھا ہے اور اس سے اپنی فکر کو رچایا بسایا ہے''۔

آپ فرماتے ہیں کہ وقار صدیقی صاحب بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں اور انہی جذبے کے اظہار پر اتنی قدرت ہے کہ ادق مسائل کو بھی غزل بنا دیتے ہیں۔جناب وقار صدیقی اجمیری اب خود ایک مدرسہ بن چکے ہیں،نوجوان شعراء کی ایک معقول تعداد انکی تربیت میں ہیں۔مگر اصلاح سخن کے ساتھ فکری تربیت سے وہ غفلت نہیں برتتے۔انکا خیال ہے کہ اچھی شاعری کے لئے اچھا انسان ہونا ضروری ہے۔وہ کہتے ہیں کہ زندگی کا تجمل ہی تصور کا جمال بنتا ہے اور اسی تجمل سے فکر کے خدو خال نکھرتے ہیں۔وہ ادب کی خدمت بہت خاموشی سے کررہے ہیں اور ان ذرائع سے قطعاً بے نیاز ہیں جو آج کے دور میں شہرت کے لئے ازبس ضروری بنادئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی فرماتے ہیں:

''وقار صدیقی اجمیری نے کئی اہم نعتیہ نظمیں لکھی ہیں ان نظموں میں ان کا نعتیہ

قصیدہ محبت کا حرم بھی شامل ہے۔ہمارے ایک ترقی پسند نقاد نے کوئی بیس پچیس سال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ نعت گوئی اور قصیدہ گوئی کا دور ختم ہوگیا۔اسے بھی حضور ﷺ کا زندہ معجزہ سمجھئے کہ ان بزرگ کے اس ارشاد کے بعد ہی نعت گوئی کے مضامین وسیع ہوتے چلے گئے۔نعت گوئی کے نئے پیرائے اور نئے اسالیب سامنے آئے۔جدید ذہن نعت گوئی کی طرف ایک نعت دروں بینی اور کائنات نظری کے ساتھ متوجہ ہوا۔اور آج کے کئی شاعروں کے مجموعوں میں نعت محض تبرکاً نہیں ملتی بلکہ ایک عظیم ادبی صنف کے طور پر نظر آتی ہے۔ذکر رسول ﷺ کی مسیحا نفس کا یہ کرشمہ تو دیکھئے کہ اس نے قصیدہ گوئی کو بھی ایک نئی زندگی عطا کردی۔عزیز لکھنوی کے قصائد منقبت کے بعد اب یہ شرف جناب وقار صدیقی اجمیری کو عطا ہوا کہ وہ قصیدہ گوئی کو ایک عظیم مقصد کے لئے اس کے پوری فنی لوازم اور شرائط کے ساتھ برت رہے ہیں۔

محمد شمیم صاحب یوں رقم طراز ہیں:

مجھے وقار صدیقی صاحب کی نعتوں اور قصائد میں کلاسیکی اسالیب سے وفاداری غالب نظر آتی ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے نعتیہ اشعار جدید اسلوب کی نمائندگی کرتے ہیں۔نظموں میں وقار صاحب جدید طرز شعر سے بہت قریب آگئے ہیں کمال یہ ہے کہ وہ اقبال اور جوش دونوں کی زد سے محفوظ اپنے طریقے اور لہجے میں کہہ رہے ہیں۔

آپ کا وصال ۳رفروری ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۰رربیع الثانی کو ہوا۔

* * *

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکھتا ہے خدا خود ہی قلم کچھ نہیں لکھتے
سرکارؐ کی توصیف میں ہم کچھ نہیں لکھتے

دیکھو تو سہی نقشِ کفِ پائے محمدؐ
یہ بات غلط ہے کہ قدم کچھ نہیں لکھتے

لکھ لیتے ہیں دل پر جو ترا اسمِ گرامی
پھر وہ سرِ محرابِ حرم کچھ نہیں لکھتے

جو آئینہ بن جاتا ہے تسلیم و رضا کا
اس چہرۂ شاداب پہ غم کچھ نہیں لکھتے

محتاط ہیں ہم تذکرۂ عشقِ نبیؐ میں
بے مشورۂ دیدۂ نم کچھ نہیں لکھتے

ہے پاس جنہیں آبروئے لوح و قلم کا
وہ حمد سے یا نعت سے کم کچھ نہیں لکھتے

حمایت علی شاعر

جناب حمایت علی شاعر 14 جولائی 1926 کو اورنگ آباد انڈیا میں ایک فوجی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پیدائشی نام حمایت طراب تھا۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے کراچی کے علاقے شاہ فیصل کالونی سابقہ ڈرگ کالونی میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے سندھ یونی ورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا۔ بعدازاں وہ اسی یونی ورسٹی میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اردو شاعری میں آپکا یہ کارنامہ ہے کہ تین مصروں پر مشتمل ایک نئی صنف سخن ثلاثی ایجاد کی۔

آپ نے اپنی کیریئر کا آغاز افسانہ نگاری سے کیا پھر شاعری کی طرف مائل ہوگئے۔ 1950 میں کراچی آکر ریڈیو پاکستان کا حصہ بنے۔ ریڈیو میں مختلف ذمہ داریوں کے ساتھ 60 کے عشرے میں انھوں نے فلمی دنیا میں بطور گیت کار قدم رکھا اور بہت سے ایوارڈ حاصل کئے۔

جناب حمایت علی شاعر نے مختلف شعبوں میں کام کیا جن میں تدریس، صحافت، ادارت، ریڈیو ٹیلی ویزن اور فلم کے علاوہ تحقیق کا شعبہ نمایاں ہے۔ ٹیلی ویزن پر انکے کئی تحقیقی پروگرام پیش کئے گئے۔ جن میں پانچ سو سالہ علاقائی زبانوں کے شعراء کا اردو کلام (خوشبو کا سفر) اردو نعتیہ شاعری کے سات سو سال پر ترتیب دیا گیا پروگرام (عقیدتوں کا سفر)، احتجاجی شاعری کے چالیس سال پر ترتیب دیا گیا پروگرام (لب آزاد) پانچ سو سالہ سندھی شعراء کا اردو کلام (محبتوں کے سفیر) اور تحریک آزادی میں اردو شاعری کا حصہ (نشید آزادی) سرفہرست ہے۔

جناب حمایت علی شاعر متعدد فلموں کے گیت بھی تحریر کئے جنھیں نگار اور مصور ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ نے ایک فلم بھی پروڈیوس کی تھی آپ کے فلمی نغمات کا مجموعہ (تجھ کو معلوم نہیں) کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کی نعتیہ خدمات کے حوالے سے خصوصی پہچان ہے۔شعبہ اردو سندھ یونی ورسٹی نے اپنے مجلّے (صریر نامہ) کا ایک خصوصی نمبر 1978 میں پیش کیا۔اس اہم اور تاریخی نمبر کے مرتب حمایت علی شاعر تھے۔اس مجلّے میں جہاں سندھ یونی ورسٹی کے نامور ادیب محقق اساتذہ کے مضامین شائع ہوئے وہیں حمایت علی شاعر کے بھی (اردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال) کے عنوان سے ایک اہم تذکرہ مرتب کیا گیا جو نعتیہ مطالعات میں ایک جہت نمایاں کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس میں کلام کا انتخاب شعراء کے کوائف اور مختصر تعارف کے علاوہ قدیم اردو شعراء کی شاعری میں مشکل الفاظ کے معانی بھی درج ہوئے جس سے تذکرہ نگار کی اردو کی کلاسیکی شاعری پر گہری نظر اور لفظیات کی معرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کو حکومت پاکستان کی جانب سے صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی 2002 میں دیا گیا۔

حمایت علی شاعر کا انتقال 15 جولائی 2019 کو ہوا، ٹورنٹو کینیڈا میں آسودۂ خاک ہوئے۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ ذات شہر علم تو ہم طالبان علم
ہم ذرہ ہائے خاک ہیں وہ آسمان علم

ہم کیا ہیں ایک لفظ معانی سے بے خبر
ہم کیا سمجھ سکیں گے رموز جہان علم

سوچا تو ہم ہیں کب سے اساطیر کے اسیر
کب سے ہے اپنے جہل پہ ہم کو گمان علم

قرآن ہے اس کے خلق کا اک زندہ معجزہ
اقراء سے تابہ آیت آخر زبان علم

اسرارِ کائنات کا عقدہ کشا وہی
وہ رازدانِ وسعت کون و مکان علم

ہم جستجوحق میں رواں اس کے سائے سائے
ہم کو اسی کے نقش کف پا نشان علم

سرشار صدیقی

سرشار صدیقی حلقۂ شعر و ادب میں ایک ممتاز مقام کی حامل شخصیت تھے۔آپ 25 دسمبر 1926 کو کانپور اتر پردیش بھارت میں پیدا ہوئے۔اسی کوچہ ادب میں آپ کا بچپن گزرا۔ یہ شہر صنعتی ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی مرکز بھی رہا ہے۔ جہاں آئے دن بڑے بڑے مشاعرے اور جلسے ہوتے رہتے ہیں۔اس شہر میں مرد آہن حضرت مولانا حسرت موہانی کی رہائش بھی تھی۔تحریک آزادی کے حوالے سے کانپور تاریخی اہمیت کا حامل شہر رہا ہے۔

آپ ایک دینی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد طبیب تھے اور طبیہ کالج میں لکچرار تھے۔آپ کے گھر کا ماحول ملا جلا تھا نہ بہت مذہبی اور نہ بہت آزاد خیالی۔ خاندانی روایات کے مطابق مکتب سے تعلیم کا آغاز کیا۔جامعہ العلوم کانپور میں تجوید القرآن مکمل کی۔ یہ مدرسہ مولانا سید سلیمان ندوی کا قائم کیا ہوا تھا۔اس کے بعد انھوں نے فیض عام اسکول پھر پریذیڈنسی ہائی اسکول کلکتہ اور حلیم مسلم کالج کانپور سے تعلیم مکمل کی۔آپ نے بچپن ہی سے بچوں کے لئے کہانیاں لکھنی شروع کر دی تھیں۔اسکول کے زمانے میں انھوں نے ڈرامے اور مشہور نظموں کے خاکے تحریر کئے، حافظ ولی اللہ نے انہیں قرآن پڑھایا۔ انھوں نے ہی سرشار صدیقی کی شاعری کے حوالے سے تربیت کی۔

سرشار صدیقی کا شمار ترقی پسند شعراء میں ہوتا ہے۔آپ ایک نامور شاعر اور دانشور کے طور پر جانے جاتے ہیں۔آپ اپنے انوکھے آہنگ کے سبب پاکستان کے چند چنیدہ شخصیت میں شمار کئے جاتے ہیں۔

آپکا ذریعہ معاش ابلاغ عامہ رہا۔ قیام پاکستان کے تین سال بعد ترک وطن کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان آ گئے اور کراچی میں رہائش اختیار کی۔اس وقت آپ کی عمر 24 سال کے قریب تھی۔کراچی میں آپ شاہ فیصل کالونی میں ایک طویل عرصہ قیام پذیر رہے۔آپ نیشنل بنک آف پاکستان کراچی میں مطبوعات کے انچارج رہے۔آپ کے 9 نثری کتابوں کے علاوہ 12 شعری مجموعے شائع ہوئے۔

آپ نے ایک طویل منظوم تمثیل بھی لکھی۔آپ ترقی پسند تحریک کے علاوہ کمیونسٹ پارٹی انڈیا میں بھی سرگرم عمل رہے۔آپ سیکولر ہندوستان کو شعوری طور پر قبول کر چکے تھے۔لیکن جب آپ روحانی مرکز کی طرف رجوع ہوئے تو آپ میں ایک انقلاب رونما ہوا اور آپکی شخصیت اور سوچ یکسر بدل گئی جو دین سے ہم آہنگ تھا۔

آپ کا نعتیہ مجموعہ (اساس) کے نام سے منظر شہود پر آیا۔ بلاشبہ یہ نعتیہ مجموعہ نعتیہ ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔جن لوگوں نے سرشار صدیقی کو پہلے دیکھا وہ بعد میں سرشار سے مل کر حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ایسا مدح خواں رسول ﷺ کہ ہر وقت آنکھیں نم ہیں ہر سانس میں مدینہ بسا ہے اور ہر ذکر سرکار دوعالم کے دربار سے وابستہ ہے۔شاید روح کی یہی تڑپ رہی جو آپ کو ہر سال مدینۃ النبی ﷺ کی گلیوں میں پہنچا دیتی تھی۔

آپ کے اہم شعری تصنیفات میں نقشہ اول (1971) لمعات حرم (1975) تعبیر (1989، مشک غزلاں (2014، غزل خوانی نہیں جاتی (2020 شامل ہیں۔آپکی تمام عمر اردو اور نعتیہ ادب کی تعمیر و ترقی میں جہد مسلسل کے طور پر گزری۔ بلخصوص کراچی کا حلقہ ادب آپ کی خدمات کا معترف رہا ہے۔

آپ 7 ستمبر 2014 کو خالق حقیقی سے جا ملے۔اللہ پاک آپکے درجات بلند فرمائے آمین۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بوسہ دیکر حرم کے زینے کو
قافلہ چل پڑا مدینے کو

اب تو آئے ہیں زیست کے آداب
اب تو جی چاہتا ہے جینے کو

دل ہے گنجینۂ ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
لئے پھرتا ہوں اس خزینے کو

دور سے اک جھلک نظر آئی
پھر تو دیکھا کیا مدینے کو

جس میں تھے ساری زندگی کے گناہ
میں ڈبو آیا اس سفینے کو

اشک تھمتے نہیں ہیں اب جیسے
ٹھیس لگ جائے آبگینے کو

مولانا اطہر القادری نعیمی

حضرت مولانا اطہر القادری نعیمی 1927 کو پیدا ہوئے۔آپ استاد الشعراء علامہ ضیاء القادریؒ کے تلامذہ میں شامل تھے۔آپ جامع مسجد حنفیہ شافیصل کالونی میں بازار نمبر 1 میں 1964 میں خطیب کی حیثیت سے تشریف لائے۔آپ نے دس سال سے زائد یعنی 1974 تک خطابت کے فرائض انجام دئے اور پھر کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر استعفادے دیا،لوگ دور دراز سے آپ کا خطاب سننے آتے تھے۔آپ کو بزم ضیاء کی جانب سے خطیب الشعراء کا خطاب دیا گیا۔آپ کا خاصہ تھا کہ اپنی تقریر سے پہلے حمد شریف اور زیادہ تر نعت شریف پڑھا کرتے تھے۔آپ کے دل میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجزن تھا۔آپ اکثر اعلی حضرت کے نعتیہ کلام پڑھا کرتے تھے۔

آپ کا مجموعہ کلام ''چشمۂ کوثر'' 52 برس پہلے چھپا تھا، پھر جناب بشیر الدین قادری صاحب نے اس کو دوبارہ چھپوانے کا اہتمام جہان حمد پبلی کیشنز کراچی سے کیا،جس کے روحِ رواں شاعرِ حمد ونعت جناب طاہرؔ سلطانی صاحب ہیں۔آپ کے کلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچا عشق اور محبت نظر آتا ہے۔بلخصوص جن کے عقائد میں کجی ہے آپ نے اپنے اشعار کے ذریعے بھرپور انداز میں اسکا دفاع کیا ہے۔

جناب محمد بشیر الدین قادری چشتی علامہ اطہر القادری نعیمی کے نعتیہ مجموعہ چشمۂ کوثر میں یوں بیان کرتے ہیں کہ،ایک دن میں اپنی الماری میں کتابوں کی ترتیب کر رہا تھا کہ علامہ کا مجھے نعتیہ مجموعہ چشمۂ کوثر ملا جسے کافی عرصہ قبل مجھے حضرت نے اپنی زندگی میں عطا فرمایا تھا۔ مجھے وہ 40 سال قبل گزرا ہوا وقت یاد آگیا۔میں اس وقت قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتا تھا اور جمعہ کی نماز سے پہلے پہنچ جاتا تھا۔آپ کے وعظ کو انتہائی انہماک سے

سماعت کرتا۔حضرت کا نعت شریف پڑھنے اور تقریر کا انداز منفرد اور دلکش تھا۔جید علماء آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے جن میں علامہ شاہ احمد نورانی، مفتی عبدالسبحان قادری، جمیل احمد نعیمی، رجب علی نعیمی، صوفی رہبر چشتی وغیرہ شامل تھے۔آپ انتہائی سادہ طبیعت اور بے باک نڈر قسم کے عالم تھے۔آپ ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے جس کا اظہار آپکے کلاموں میں نمایاں نظر آتا ہے۔شاہ فیصل کالونی جب آپ تشریف لائے تو باقاعدہ عید میلادالنبی ﷺ کے جلوس کا آغاز کیا۔

یہاں ایک معروف شخصیت جناب حکیم تجمل حسین کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں آپکا شاہی دواخانہ کے نام سے شاہ فیصل کالونی، مین بازار میں دواخانہ تھا اور وہی آپکا مدرسہ بھی تھا کیونکہ بڑے بڑے نامی گرامی علماء کرام حکیم تجمل حسین صاحب سے آکر دینی مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے۔حکیم صاحب مولانا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مولانا اطہر القادری ننگی شمشیر ہیں۔اس وقت حکیم صاحب کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی۔

شاعر حمد و نعت جناب طاہر سلطانی صاحب حضرت مولانا اطہر القادری نعیمی کے حوالے سے کتاب ''چشمۂ کوثر'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جب بھی اردو نعتیہ شاعری کے ارتقاء کی بات ہوگی تو علمائے اہل سنت کا ذکر ضرور ہوگا، اردو نعتیہ گلشن کی آبیاری کرنے والوں میں سرِفہرست اعلیٰ حضرت بریلوی کا نام آتا ہے اس کے علاوہ جیّد علماء نے اپنے علم و عمل سے دین کی آبیاری کی ہے۔انہی میں ایک نام حضرت مولانا اطہر القادری نعیمی کا بھی ہے۔نصف صدی کے بعد دوبارہ مذکورہ مجموعہ نعت ''چشمۂ کوثر'' کو مولانا کے ایک بڑے عقیدت مند جناب بشیر الدین قادری صاحب نے شائع کرانے کی سعادت حاصل کی ہے۔مذکورہ مجموعہ میں حمد و نعت کے علاوہ خلفائے راشدین امام عالی مقام حضرت امام حسین ابن علی، غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی مناقب اور صلاۃ و سلام شامل ہیں''۔

مولانا مفتی محمد اسلم نعیمی آپ کے حوالے چشمہ کوثر میں رقم طراز ہیں:

غالباً یہ 1968 کی بات ہے میرا طالب علمی کا دور تھا اور حضرت علامہ مولانا اطہر القادری نعیمی اس زمانے کے مشہور مبلغ اور خوش الحان خطیب مانے جاتے تھے۔عوام میں بڑی مقبولیت رکھتے تھے تاج العلماء مفتی عمر نعیمی خطیب آرام باغ کراچی کے تلمیذ رشید تھے۔شاہ فیصل کالونی جس کا پرانا نام ڈرگ کالونی تھا جامع مسجد حنفیہ مین بازار خطابت فرماتے تھے۔مفتی شجاعت علی قادری، عبدالمصطفیٰ اظہری، مفتی عبدالسبحان قادری علاقے کے معروف خطباء تھے۔بعد نماز جمعہ شاہی دواخانہ حکیم تجمل حسین دہلوی شاگرد اعلیٰ حضرت بریلوی کے دولت کدہ پر علمی محفل سجتی تھی اور رات گئے تک یہ مباحثہ جاری رہتا۔آپ کی جوش خطابت کا خوب شہرہ تھا اور لوگ کشاں کشاں صرف حضرت کے جوش خطابت سے محظوظ ہونے آتے تھے۔آپ نے دین متین کی ترویج و اشاعت کا بھرپور اہتمام کیا۔

استاد شعراء لسان الحسان مولانا ضیاء القادری آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

آپ کا سلسلہ وعظ بجز ایام بارش کے مسلسل جاری رہتا۔آپ کا وعظ تمام سامعین کو آخر وقت تک متوجہ رکھتا۔وعظ کے دوران نعت کے اشعار کا انتخاب فرماتے۔مولانا کی طبع رسا و مناقب کی بہترین مظاہر تلاش کرنے کی خوگر رہی ہے اور آپ کی شاعری عشق و محبت کا آئینہ دار ہے اور حضور ﷺ کی ثناء وصفت کی علم بردار ہے۔

آپ اپنے عقیدت مندوں اور اہل خانہ کو 1986 کو سوگوار چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔آپ کی قبر لیاقت آباد سی ون ایریا کے قبرستان میں ہے۔

* * *

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مبشر شاہد و مشہود ختم المرسلیں آئے
خدا کا نور بن کر رحمۃ للعلمیں آئے

خلیل و یوسف و موسیٰ تھے سب ذیشاں نبی لیکن
باندازِ دِگر محبوبِ ربُّ العالمیں آئے

ستارے مدتوں چما کئے چرخِ نبوت پر
چھپایا سب نے رُخ جس وقت یہ مہرِ مبیں آئے

ملائک میں صدائے مرحبا صد مرحبا گونجی
مبارک صد مبارک عرش کے مسند نشیں آئے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثماںؓ علیؓ عہدِ خلافت میں
یہ چاروں یارجائی مصطفیٰؐ کے جانشیں آئے

نہ دُنیا میں خسارا ہے نہ عقبیٰ میں کمی ہم کو
جنابِ رحمتِ عالم پئے دُنیا و دیں آئے

سکونِ قلبِ اطہرؔ ذکرِ اطہرؔ اُن کا ہے اطہرؔ
یہ فرماتے ہوئے مجھ کو نظر روح الامیں آئے

میکش کاکوروی

آپ کا نام انعام احمد ارادت علوی اور میکش تخلص ہے۔ آپ حکیم محمد بشیر علوی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ 1927 میں کاکوری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ جھنجھری روضہ اور تکیہ شریف کاظمیہ پر پائی اس کے بعد فرنگی محل لکھنو اور مدرسہ فرقانیہ سے کلام پاک حفظ کیا اور قرأت کے سند حاصل کی۔ 1948 میں کراچی آگئے اور یہاں تجارت کرتے رہے اس کے بعد 1957 میں پی آئی اے کے شعبہ انجینئرنگ سے منسلک ہوگئے۔ آپکا مستقل قیام شاہ فیصل کالونی میں رہا جسے ماضی میں ڈرگ کالونی کے نام سے جانا جاتا رہا ہے۔

کاکوری شریف کہ جہاں آرام گاہ شیخ دانش مند مخدوم نظام الدین قادریؒ اور قدیم مدرسہ اسلامیہ قائم ہے۔ یہ جگہ برصغیر میں مرکز علم و دانش رہا ہے قصبہ کے بیشتر افراد یہیں سے زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے اور جملہ مشاہیر کاکوروی اسی کے فیضان تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہیں اور بیشتر کو سخنواران کاکوروی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت محسن کاکوروی کا نام اس قافلہ میں سب سے بڑا حوالہ شمار کیا جاتا ہے۔ انہیں میں ایک نام میکش کاکوروی کا بھی ہے۔ ادبی رسالہ سخن وران کاکوروی میں آپکا ذکر صفحہ 442 پر مفصل موجود ہے۔

آپ بزم محسن اور میخانہ ادب کے مشاعروں کے مقبول شاعر اور پی آئی اے کے بزم ادب کے رکن بھی رہے۔ بہت کم شعری کلام کہا لیکن جو کہا اہل ادب میں مقبول ہوا۔ آپکا طریق شعرخوانی انوکھا اور مخصوص تھا۔ آنکھیں بند کر کے آواز کھینچ کر کیف و مستی کے عالم میں اس انداز سے شعر پڑھتے کہ سامعین کی روح مسحور ہوجاتی۔

جناب میکش کاکوروی فیضان بشیر علوی کے والد گرامی ہیں۔ فیضان بشیر علوی

کالج میں عائشہ باوانی کالج کے حوالے سے میرے کلاس میٹ اور دوست رہے۔ انٹرمیڈیٹ ہم نے ساتھ کیا۔ آپ کو بھی نعت خوانی سے شغف تھا اور میں بھی اس ذوق میں انکے ساتھ رہا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک سال کالج میں مقابلہ حسن نعت کا اہتمام ہوا اور شاید وہ اول آئے اور میں دوئم رہا۔ میں جب بھی فیضان بشیر علوی سے ملنے انکے گھر جاتا تو آپکے والد سے بھی ملاقات ہوجایا کرتی بہت خوش اخلاق اور وضع دار شخصیت کے حامل تھے محبت سے پیش آتے۔

اس گھرانے میں نعت کا اعلی ذوق موجود ہے۔ فیضان بشیر علوی کے دونوں صاحبزادے اعلی تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ نعت خوانی سے بھی شغف رکھتے ہیں اور خوب پڑھتے ہیں۔ آپ کے گھر کئی دفعہ محفل نعت منعقد ہوئی جس میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل رہی۔ ایک محفل نعت جو نور سینٹر شاہ فیصل کالونی میں منعقد ہوئی وہ بڑی یادگار تھی۔ اس محفل میں شاہ فیصل کے تقریباً تمام ہی مستند ثناء خواں اور مقتدر احباب شریک بزم ہوئے۔ جس میں قابل ذکر ڈاکٹر شہزاد احمد، علامہ فیصل عزیزی بندگی، زکریا اشرفی وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کا وصال 16/جنوری 2021ء بمطابق 2/جمادی الثانی کو ہوا۔

نہیں آسماں پہ جبیں تو کیا یہ زمیں زیر جبیں سہی
مرا کام ہے تیرے بندگی وہ یہاں سہی وہ کہیں سہی
مری عرض پر تری خاموشی ہے عجب ستم اسے ختم کر
ترے منہ سے کچھ تو جواب ہو وہ جواب چاہے نہیں سہی
یہ زمانہ کس لئے جل گیا اسے بات کیوں یہ بری لگی
جہاں نقش پائے حبیب ہے وہیں ایک نقش جبیں سہی

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

موج نظر میں ہے بہار، موج نظر بہار میں
عشرت نو ہے زر نگار، ملت تاجدار میں
صلی علی نبیینا صلی علی محمد ﷺ

نور جمال مصطفی، برگ و شجر، ثمر میں ہے
پھولوں کی تازگی میں ہے وسعت شیر و تر میں ہے
صلی علی نبیینا صلی علی محمد ﷺ

اس دل دردمند کے، آپ پہ منکشف ہیں راز
دید کے انتظار میں، جلوہ فروغ جلوہ خوار
صلی علی نبیینا صلی علی محمد ﷺ

آپ کے در کے ہم فقیر کس سے کہیں یہ حال زار
آپ نبیؐ باوقار، آپؐ رسول کردگار
صلی علی نبیینا صلی علی محمد ﷺ

آپ کی بارگاہ میں، میکشؔ کی ہے یہی پکار
کوئی نہیں ہے دستگیر کس سے کہیں یہ حال زار
صلی علی نبیینا صلی علی محمد ﷺ

حضرت ستار وارثی

حضرت ستار وارثیؒ شاہ فیصل سے تعلق رکھنے والے ممتاز بزرگ نعت گو شاعر ہیں۔آپ 1928 میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔آپکا اصل نام عبدالستار خان تھا جبکہ ستار وارثی آپکا قلمی نام ہے۔آپ کے والد گرامی جناب غفار وارثی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔آپکی بیعت وارث علی شاہ سے تھی۔تقسیم ہند کے بعد پاکستان منتقل ہوگئے اور کراچی کے علاقے شاہ فیصل کالونی میں سکونت اختیار فرمائی۔آپ وارث پاک کے سچے عاشق اوراحرام پوش تھے۔بزرگانِ دین کی محافل بلخصوص محافل سماع اور محافل نعت میں شرکت کرنا آپکی وضع داری میں شامل تھا۔حضرت ستار وارثیؒ کے کئی مجموعہ کلام شایع ہوئے اور کچھ زیر طبع ہیں جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

آیہ رحمت (نعتیہ مجموعہ)سال اشاعت (1979) معطر معطر(نعتیہ مجموعہ)سال اشاعت (1986 عرفان وارث (مجموعہ مناقب)سال اشاعت (1987)حرف معتبر(نعتیہ مجموعہ)سال اشاعت (1994)خوشبوئے دوست(عارفانہ کلام)سال اشاعت(2003)مرتب حمید خان وارثی اور رئیس وارثی)اقبال اور تعلیمات وارثی (زیر طبع) آداب احرام مکتوبات (زیر ترتیب) نشاط روح تصوف پر تحقیقی مقالہ(زیر ترتیب) اسرار تشخیص (زیر طبع) گنجینہ مجربات (دو جلدیں قلمی) معین المبتدی (نومشق شعراء کے لئے معاون کتاب)۔

آپ ایک عہد ساز شخصیت ہیں،آپ نے اپنے عہد میں شعبہ حمد ونعت میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔آپ کے فرزندگان جناب ڈاکٹر سعید وارثی،رشید وارثی،نصیر وارثی،رئیس وارثی کی علم وادب اور نعت کے حوالے سے خصوصی خدمات ہیں جو قابل رشک ہیں۔بلاشبہ آپ کا خانوادہ شاہ فیصل کی پہچان ہے اور حلقہ ادب میں ممتاز مقام رکھتا ہے۔مزید یہ کہ کسی بھی شخصیت کی مقبولیت اہمیت اور خدمات کا اندازہ انکے بارے میں اہل علم اور اکابرین کی آراء

سے قائم کیا جاسکتا ہے۔حضرت ستار وارثیؒ کی مکتوبات اور شخصیات پر انتہائی وقیع شخصیات نے اظہار خیال فرمایا ہے اور انہیں بہترین خراج عقیدت پیش کیا۔

ستار وارثیؒ کے پہلے نعتیہ مجموعہ آیۂ رحمت میں شامل جید شخصیات کے آراء سے اقتباسات درج ذیل ہیں!

نعت کہنے کی توفیق انہی کو عطا ہوتی ہے جنھیں اللہ تعالی اپنے فضل کے لئے مخصوص فرمالیتا ہے۔ممدوح خدا کی تعریف ممدوح خدا کی محبت کا بین ثبوت ہے۔ستار وارثی بنیادی طور پر صوفی ہیں اور تصوف آداب محبت کی معراج کمال ہے۔غوث عالم سیدنا وارث علی شاہؒ کی نسبت وارادت نے انہیں شائستہ محبت اور میدان نعت میں لب کشائی کا سلیقہ عطا کیا ہے۔آیۂ رحمت تین ابواب پر مشتمل ہے باب حرم، باب کرم، بام ارم یہ تقسیم موضوعاتی ہے مگر فکر میں مرکزی نقطہ پر مرکوز نظر آتی ہے۔وہ ایک حقیقت کو ہر صورت میں دیکھتے ہیں اور اسی کے گن گاتے ہیں۔حمد ونعت کے مابین جو ایک امتیاز ظاہر پرستوں نے روا رکھا ہے ستار وارثی کی نگاہ بصیرت نے بڑی خوبصورتی اور احتیاط سے مٹا ڈالا ہے۔آیۂ رحمت میں شاعر کا اخلاص کارفرما ہے اور یہی اخلاص ستار وارثی کی کامیابی کا راز ہے۔مجھے یقین ہے آیۂ رحمت بارگاہ رسالت مآب میں قبولیت کا شرف پائے گی۔

(وقار صدیقی اجمیری)

آیۂ رحمت جو جناب ستار وارثیؒ کے حمدیہ نعتیہ اور مناقب کا مجموعہ ہے۔درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے ہمارے مذہبی وشعری ادب کے قومی ورثے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔جناب ستار وارثی کا فنی شعور صرف حمد ونعت اور مناقب ہی تک محدود نہیں بلکہ اسکی گیرائی میں ان کا وہ متغزلانہ انداز فکر بھی جھلکتا ہے جس میں ستار وارثی کا فن وحدت الوجود کا عکاس نظر آتا ہے۔فکر شعر کا یہی انداز اس وقت تک کسی کو نصیب نہیں ہوتا جب تک خود شاعر کے قلبی گداز اور روح کی تطہیر سے بہرہ ور نہ ہو۔یہ وہ شاعری ہے جس کو بجا طور پر دین ودنیا دونوں کی سعادت کا وسیلہ کہا جا سکتا ہے۔ستار وارثی صاحب کی منظومات میں یہ عنصر سب سے زیادہ محسوس ہوتی ہے وہ شاعر کے قلب کا اخلاص اور جزبات کی پاکیزگی میں صف اول میں ہے۔

(پروفیسر منظور حسین شور)

حضرت ستار وارثیؒ قولاً اور عملاً سچے عاشق رسول تھے اور تذکرہ حبیب ﷺ ان کی زندگی کا وظیفۂ خاص تھا۔ اس وظیفۂ خاص کی نمود شعر کے پیکر میں انکی سابقہ تخلیقات آیۂ رحمت اور معطر معطر میں بھی ہو چکی ہے۔ اب ان کی فکر و نظر کا حاصل اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی مہک ان کی تازترین تصنیف حرف معتبر کی صورت میں منظر عام پر آیا ہے اور کچھ ایسی ندرتوں کے ساتھ آیا ہے کہ ستار وارثی کی قادر کلامی اور شاعرانہ خلاقی دونوں کی داد دینا پڑتی ہے۔ حرف معتبر پر نظر ڈالئے تو کہنا پڑتا ہے کہ یہ مجموعہ نعت عام طرز کا مجموعہ نعت نہیں بلکہ اردو کی نعتیہ شاعری کی تاریخ میں اس کا بالکل جداگانہ مقام ہے۔ یہ مجموعہ نعت سے آگے بڑھ کر نبی مکرم ﷺ کے اسمائے گرامی کا مستند فرہنگ بھی ہے۔ حضور ﷺ کے ناموں کی مفصل تاریخ بھی ہے نام کے حوالے سے ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی تصویر بھی ہے اور اللہ اور رسول کے ناموں کے درمیان فاصلہ و قربت کی پیمائش کے لئے ایک سنگ میل بھی ہے۔ **(ڈاکٹر فرمان فتح پوری)**

ستارہ امتیاز سیکریٹری اردو لغت بورڈ، سابق چیر مین اردو ڈپارمنٹ جامع کراچی

میں نے جناب عبدالستار وارثیؒ کو دیکھا تو نہیں لیکن معتبر شہادتوں اور اُن کی شاعری کی بنیاد پر جانتا ہوں کہ وہ وارثی سلسلہ کے اضطراب محبت اور وارفتگی کے امین اور رزق حلال کی نعمتوں سے بہرور تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ سے ان کا تعلق محض قال تک محدود نہ تھا بلکہ انکے انداز زیست میں بھی نمایاں تھا۔ جناب وارثی کی نعتوں میں جذبہ کی صداقت تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ سلیقہ اور حد درجہ احتیاط بھی موجود ہے۔ نعت کے تمام آداب جو کلام اساتذہ میں ملتے ہیں، ستار وارثی نے انہیں سامنے رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تازہ کاری بھی انہوں نے اپنی نعتوں میں پیدا کی ہے جو ان کی مضبوط شخصیت کی نشاندہی کرتی ہے۔ ستار وارثی صاحب کے اشعار میں مرتبہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے نقش یوں نظر آتے ہیں کہ ان کا سارا نعتیہ کلام حرف معتبر بن گیا ہے۔

(ڈاکٹر سید ارتفاق علی، سابق وائس چانسلر کراچی یونی ورسٹی)

حضرت ستار وارثیؒ نے 8 مارچ 1985 کو اس دنیائے اجل کو خیر باد کہا اور شاہ فیصل کالونی گیٹ قبرستان میں مدفون ہیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عجب ہے یہ وصفِ کمالِ محمد ﷺ
خدا خود ہے محوِ جمالِ محمد ﷺ

یہ کہتے ہیں سارے حسینانِ عالم
نہیں دو جہاں میں مثالِ محمد ﷺ

جو عرشِ بریں مسکنِ کبریا ہے
وہاں بھی ہے نقشِ نعالِ محمد ﷺ

رُخِ پاک ہے پرتوِ نورِ یزداں
جمالِ خدا ہے جمالِ محمد ﷺ

گرے مُنہ کے بَل بُت حرم میں زمیں پر
یہ ہے اللہ اللہ جلالِ محمد ﷺ

کیے نذر اُس نے خوشی سے دل و جاں
ہوا جس کو شوقِ وصالِ محمد ﷺ

یہ معراج ہے میری ستاؔر ہر دم
میں رہتا ہوں محوِ خیالِ محمد ﷺ

صوفی مسعود احمد رہبر چشتی

صوفی رہبر چشتی کا پیدائشی نام مسعود احمد، پہچان صوفی رہبر چشتی اور تخلص رہبرؔ ہے۔ آپ ۵ رمئی ،۱۹۲۹ء کو کڑا مہاں سنگھ امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ساری زندگی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی محبت کا درس دیتے رہے۔صوفی مسعود احمد رہبر چشتی محبوبی کشمیری ضیائی کی وسیع تر نعتیہ خدمات تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔صوفی صاحب نے اسلام اور بزرگان دین کی روش خاص یعنی نعت گوئی کی مستقل ریاضت کو برقرار رکھا۔صحت کی خرابی، عدیم الفرصتی اور پیرانی سالی کے باوجود ساری زندگی انتہائی خوش دلی کے ساتھ اسلامی اقدار کی ترویج اور فروغ نعت کے مستقل اور پائیدار بنیادوں پر خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کو دو (۲) سلاسل میں بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔اولاً حضرت سید مخدوم علی شاہ محبوبی چشتی علی گڑھ سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔ثانیاً حضرت خواجہ محبوب مرزا چشتی قلندری حیدرآبادی سے بھی بیعت وخلافت کی سند سے مشرف یاب تھے۔جب کہ حضرت مولانا محمد ترنم امرتسری اور مولانا ضیاء القادری بدایونی جیسے اساتذہ سخن سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ان شخصیات کے بعد سید مختار علی اجمیری کو بھی اپنا کلام دکھاتے تھے۔ آپ دشت غزل سے مستقل طور پر گلستان نعت سے وابستہ ہوگئے۔آپکی تصانیف اور تالیفات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(کلام رہبر) صوفی رہبر چشتی کا بہاریہ کلام پر مشتمل مجموعہ ہے۔اس میں ان کی عالم شباب میں کہی گئی غزلیں موجود ہیں۔

- (اصلاح العوام) جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ کتابچہ عوام الناس کی اصلاح و

تربیت کے لئے سوال وجواب کے انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔صوفی صاحب کی گفتگو کی طرح یہ کتاب بھی انکی سادگی کا مظہر ہے۔

- (رہبر حج) سہ جہات پر مشتمل ایک مفید عام کتاب ہے۔اپنے موضوع کے لحاظ سے عوام کے لئے یہ ایک نایاب کتاب ہے۔
- (مجموعہ نعت) ۱۹۵۵ میں شایع ہوئی۔ یہ صوفی مسعود احمد رہبر چشتی کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔جس میں رہبر چشتی کی نعتوں کے علاوہ شاعر نعت مولانا محمد اسماعیل خان عاقل اکبرآبادی کا نعتیہ کلام بھی شامل ہے۔
- (گلہائے نعت و اشعار شگفتہ) یہ صوفی رہبر چشتی کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ہے جو 1960 میں شایع ہوا۔
- (رہبر رہبراں) صوفی صاحب کا تیسرا نعتیہ مجموعہ کلام ہے 1993 میں شایع ہوئی۔یہ کتاب 156 صفحات پر مشتمل ہے۔یہ کتاب مرکزی انجمن رہبر اسلام پاکستان کراچی سے شایع ہوئی۔
- (نبی الحرمین) یہ رہبر صاحب کا چوتھا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔نبی الحرمین مرکزی انجمن رہبر اسلام کے توسط سے 1995 میں شایع ہوئی۔اس کتاب میں ڈاکٹر سید شمیم گوہر (بھارت) اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید کی قیمتی آراء موجود ہیں اس کتاب میں ڈاکٹر شہزاد احمد نے صوفی صاحب کی نصف صدی پر محیط نعتیہ خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جنوری 2004 میں رہبر غزل اور رہبر نعت ڈاکٹر شہزاد صاحب نے مرتب کیں۔جید شعراء نے نبی الحرمین میں اپنے تاثرات آپ کی شخصیت اور شاعری کے حوالے سے پیش کیا ہے ان میں سے چند کو شامل ذکر کیا جارہا ہے۔
- حضرت خواجہ صوفی مسعود رہبر چشتی کی ذات نعت کے فروغ میں مختلف النوع طریقوں سے منہمک رہی ہے۔اللہ انکی اس سعادت کو استحکام بخشے۔(**حنیف اسعدی**)
- خواجہ صوفی مسعود احمد رہبر کا کلام نظر سے گزرا اور دل میں اتراء مطالعہ میں آیا اور

روح میں جذب ہوگیا۔ تمام نعتیں عشق کے جذبہ والہانہ سے اور عقیدت کے نغمہ مستانہ سے معمور ہیں۔ **(عاصی کرنالی)**

- جناب صوفی رہبر چشتی کے نعتیہ کلام میں حسان الہند حضرت علامہ ضیاء القادری بدایونیؒ کی فکر سخن ہی نہیں روشن ہوتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تیقن بھی مثل فانوس جھلکتا ہے۔

(شاہ انصار الہ آبادی)

صوفی رہبر صاحب درحقیقت روضانی شاعر ہیں انکی روض شعر گوئی میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہے۔ جب روضانی شاعری قرطاس پر منتقل ہوکر محفل محفل سماعت نواز ہوتو پھر وہ کیوں کر اپنا اثر دلوں پر دماغوں پر نہ کرے۔ **(مختار اجمیری)**

- صوفی رہبر چشتی جس خلوص محبت اور لگن سے نعت کہتے ہیں وہ اپنی جگہ لیکن محافل نعت میں جب وہ جھوم جھوم کر خود نعت پڑھتے ہیں تو ایک سماں باندھ لیتے ہیں۔

(مسرور کیفی)

شاہ فیصل کالونی میں قیام کے دوران میں اکثر آپکی
خانقاہ شاہ فیصل کالونی نمبر ۲ کی محافل میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ آپ ایک شفیق ملنسار اور پیار فرمانے والی شخصیت تھے، نعت خوانوں سے بلخصوص محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں کئی ثناء خواں وابستہ رہے بلخصوص رفیق علوی، لطیف چشتی، حافظ فراز احمد صدیقی، فرحان فریدی، جنید فریدی، فرحان رہبری شامل ہیں، جن کو میں نے باقاعدگی سے خانقاہ کی محافل میں شریک ہوتے دیکھا۔ آپ کے نعتیہ کلام پرسوز مترنم اور کئی تضامین کی شکل میں ملتے ہیں۔

صوفی رہبر چشتی کا وصال بروز اتوار 30جون 2013 مطابق ۲۰ شعبان ۱۴۳۴ھ کوظہر کے وقت ہوا۔ آپکا مزار نذیر ٹاؤن کھوکھراپار نمبر ۴ کراچی میں واقع ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

والّیل ضیائے زلفِ دوتا رخسار کا عالم کیا ہوگا
اے ذاتِ رسالت رُخ کے ترے انوار کا عالم کیا ہوگا

جب عام کرم سرکارؐ کا ہے بے دینوں پر گستاخوں پر
اللہ غنی شیداؤں پر پھر پیار کا عالم کیا ہوگا

اے غیرتِ یوسف بن دیکھے جب تجھ کو نگاہیں ڈھونڈتی ہیں
اکثر یہ خیال آجاتا ہے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جب اُن کے غلاموں کے در پر جھکتی ہے شہنشاہوں کی جبیں
یہ سوچتا ہوں پھر آقاؐ کے دربار کا عالم کیا ہوگا

جب دستِ نگر ہی آقاؐ کے بھرتے ہیں زمانے کی جھولی
ایماں سے کہہ دیں اہلِ جہاں مختار کا عالم کیا ہوگا

جو عشقِ حبیبِ خالق میں جلتے ہیں سدا پروانہ صفت
اے اہلِ نظر ان سینوں میں انوار کا عالم کیا ہوگا

براق تھکا جبرئیل تھکے رَف رَف بھی نہ پہنچا منزل تک
اس راہ میں رہبؔر آقاؐ کی رفتار کا عالم کیا ہوگا

عارف اکبر آبادی

آپ کا اصل نام محمد یوسف خان ولد محمد اسماعیل خان ہے۔آپ تخلص عارف فرماتے ہیں۔آپ 21 اکتوبر 1929 تحصیل جلیسر ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے، بعدازاں آپ کے خاندان نے اکبر آباد (آگرہ) میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور یوں آپ اپنا نام عارف رئیسی اکبر آبادی لکھنے لگے۔آپ کا گھرانہ ایک انتہائی راسخ العقیدہ سنّی گھرانہ تھا علم و عمل کے زیور سے مرصع خاندان کے ہر فرد کو بلا تخصیص شعروشاعری سے شغف تھا جو کہ آپ کو ورثہ میں ملا۔

آپ ابھی سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچے تھے کہ ایک ناگہانی مگر دائمی مصیبت چیچک کی شکل میں وارد ہوئی جس سے بینائی ہمیشہ کے لئے سلب ہوگئی۔اور دماغی عارضہ کی وجہ سے بھی زندگی متاثر رہی۔ جب کچھ حالات بہتر ہوئے تو آپ نے معروف عالم دین حضرت مولوی محمد نعمان سے باضابطہ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔اس کے علاوہ قرآن کریم کو حفظ کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔علم حدیث وفقہ کا بھی گہری فکر سے مطالعہ کیا۔

حصول علم کے بعد آپ کے پاس اگر کوئی مشغلہ تھا تو وہ شاعری تھا۔ جو آپ کو ورثہ میں ملا شعر کہنے کے ساتھ ساتھ متقدمین بھی زیر مطالع رہے۔آپ قرب و جوار کے مشاعروں میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتے۔اس شرکت کا مقصد کسی استاد کامل کی تلاش مقصود تھی۔

اکبر آباد (آگرہ) تو ہر دور میں کعبہ شعروسخن رہا ہے۔ اس دور میں وہاں کئی اساتذہ کی طوطی بول رہی تھی۔ جن میں جناب سیماب اکبر آبادی جیسے استاد سرفہرست تھے۔جناب سید سخاوت علی جعفری المتخلص شوخ اکبر آبادی خادم رئیس اکبر آبادی سے بھی اصلاح لینے لگے اور آپ نے تخلص عارف تجویز فرمایا۔

آپ اور آپ کے بھائی نے ہمیشہ مجرد کی زندگی گزاری انتہائی سادہ شخصیت کے مالک تھے۔ ہر شخص کی مدد کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔دنیا کے چپے چپے میں آپ

کے بلخصوص پاکستان میں سینکڑوں شاگرد موجود ہیں۔

جناب منظر عارفی اور جناب ہاتف عارفی فتح پوری آپ کے فیض یافتہ شاگرد ہیں، انکے علاوہ جناب کوثر بریلوی عارفی، محسن عارفی وغیرہ بھی آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں، اس کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی آپ کے کئی شاگرد موجود ہیں۔

استاد عارف اکبر آبادی کی سرپرستی میں بزم جمیل حیدر آباد کا قیام 1980 میں ہوا جو کہ ایک ادبی بزم ہے۔اس بزم کے تحت آپکا مجموعہ ''فردوس آرزو'' شایع کیا گیا۔آپ کے غزلیات کا مجموعہ نظر کے سامنے بھی زیر طبع ہے۔یہ بزم چند ارکان پر مشتمل ہے جس میں جناب منظر عارفی پیش پیش رہے ہیں۔اس بزم نے شب وروز کی محنت سے استاد کے کلام کو یکجا کرنے میں بھرپور کوشش کی ہے۔

آپکا نعتیہ مجموعہ ''فردوسِ آرزو'' میں آپ کے حوالے سے جید شخصیات کے تبصرہ شامل ہیں اس کا مقدمہ حضرت رفیق عزیزی جبکہ پیش لفظ ابوظفر صہباء اور سوانحی خاکہ سید منظر علی منظر عارفی نے تحریر فرمایا ہے۔

عارف اکبر آبادی نے ہر نعت بڑی احتیاط سے کہی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نعت گوئی کا حق ادا ہو گیا لیکن جو کچھ کہا ہے بڑی ہوش مندی سے کہا ہے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں آنسو گرا کر کہا ہے۔(ابوظفر صہبا)

آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن آپ نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔عارف صاحب پر غزل کا غلبہ اس قدر نظر آتا ہے کہ وہ نعتوں میں غزل کے شعر کو بھی بے ساختہ کہ جاتے ہیں۔آپ کے اشعار میں عقائد کی پختگی کا تصور بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔(بابا رفیق عزیزی)

آپ کا تعلق شاہ فیصل کالونی سے اپنے ہر دلعزیز شاگرد جناب منظر عارفی کے آئینے میں بھرپور انداز میں رہا۔اور آپ نے اپنے استاد کی دل و جان سے خدمت کی ہے۔انہی کی دعائیں ہیں کہ آج آپکا نام شعروادب میں شامل ایک خاص مقام رکھتا ہے۔

آپ نے 17 اگست 1987 کو اس دنیا سے کوچ فرمایا۔اللہ پاک آپکے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جہاں میں یوں تو آنے کو ہزاروں مہہ جبیں آئے
مگر جیسے ہو تم یا مصطفیٰؐ ایسے نہیں آئے

سرِ دنیا جو وہ قوسین کے مسند نشیں آئے
لبِ نازک پہ لے کر مژدۂ خُلدِ بریں آئے

تمہارا ایک یہ بھی معجزہ کتنا انوکھا ہے
بنامِ آخریں ٹھہرے بشانِ اوّلیں آئے

قنادیلِ فلک ہوں قلبِ مومن ہو کہ کعبہ ہو
وہ جس منزل میں بھی آئے بعنوانِ یقیں آئے

تری شانِ کرم نے یوں بدل دیں قسمتیں یکسر
جہنم کے مسافر سوئے فردوسِ بریں آئے

حبش اور شام ہی کا ذکر کیا اے مشعلِ طیبہ
تری محفل میں کس محفل سے پروانے نہیں آئے

وہی لمحات اصلِ زندگی ہیں فطرتاً عارفؔ
کہ جن لمحات میں یادِ امام المرسلیں آئے

سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری

آپ کا نام سید افضال حسین تخلص فضل، نقوی وطن قصبہ ایرانیاں ضلع فتح پور ہے۔آپ 2 جولائی 1930 کو پیدا ہوئے۔آپکے والد کا نام سید اقبال حسین نقوی ہے۔ آپ ہجرت کر کے 1947 میں پاکستان آگئے اور کراچی میں قیام پذیر ہوئے۔ایک طویل عرصہ شاہ فیصل کالونی نمبر 5 میں رہائش پذیر رہے۔

کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اردو ایم اے انگلش ایل ایل کی سندات حاصل کی۔آپ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔دونوں زبانوں میں آپکے تنقیدی مقالات ملک کے بڑے اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔آپ نے میر انیس کی مرثیہ نگاری کے حوالے سے خصوصی تحقیقی اور قابل قدر کام کیا۔ایک تحقیقی مضمون مرثیہ اور انیس" میں میر انیس کی مرثیہ نگاری کا دیگر زبانوں کے مرثیہ نگاروں سے تقابل کیا اور بلخصوص برطانوی شاعر سپنسر Fairy Queen سے انیس کی مرثیہ نگاری کا موازنہ دلچسپ ہے۔یہ موازنہ جہاں انیس کی عظمت کا قصیدہ ہے وہاں سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری کے کثیر المطالعہ ہونے کی شہادت اور انگریزی اور اردو زبانوں کے ادب پر انکی دسترس کا ثبوت ہے۔

فضل فتح پوری نے ہر صنف شعر سخن میں شعر کہے ہیں لیکن مرثیہ نگاری انکی شاعری کی پہچان ہے۔انہوں نے 1970 میں مرثیہ گو شعراء کا ایک حلقہ بنایا۔انکی حوصلہ افزائی کی اور 1975 میں نئے مرثیوں کا ایک مجموعہ "فکر و فغاں" ترتیب دیا جسے انجمن سفینہ ادب کراچی نے شائع کیا۔فکر و فغاں میں انکے تین مرثیے شامل ہیں۔

سید افضال حسین نقوی فتح پوری علمی و ادبی دنیا میں شاعر، مرثیہ گو، ادیب، ناقد، محقق، مترجم

کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔اردو صحافت میں بھی ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ انگریزی صحافت میں بھی لوگ انہیں ایس ایچ نقوی کے نام سے جانتے ہیں۔وہ بیسوی صدی کی آخری چار دہائیوں سے لکھ رہے تھے۔ان کے مراثی کا مجموعہ عالم آشوب 1996 میں کراچی سے شائع ہوا۔

شعبہ نعت میں آپ کی ایک وقیع تالیف ”اردو نعت تاریخ وارتقاء“خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔اس کتاب میں آپ نے اردو نعت کی تاریخ کا ایک مفصل جائزہ پیش کیا ہے ساتھ ہی ساتھ دیگر موضوعات کوشامل زکر کیا ہے جس میں اردو نعت کے ابتدائی عوامل، اردو نعت کا ارتقاء، پاکستان کی نعتیہ شاعری، پاکستان میں دور حاضر کے نعت گوشعراء اور شاعرات کی نعتیں، اردو زبان کے غیر مسلم نعت گوشعراء کا تزکرہ شامل ہے

جناب صبیح رحمانی صاحب نے بتایا کے ڈاکٹر شہزاد احمد صاحب اکثر و بیشتر ان کا تزکرہ فرماتے تھے۔

اردو ویب سائٹ نعت کائنات میں جناب صبیح رحمانی صاحب کا ایک طویل مضمون ان افراد کی تحقیقی وتنقیدی کاوشوں پر موجود ہے جنہوں نے اپنے تحقیقی زاویوں سے نعتیہ ادب کو سنجیدہ مطالعات سے قریب تر کیا ان میں جناب فضل فتح پوری کا خصوصی تزکرہ موجود ہے۔آپ فرماتے ہیں کے اس میں شک نہیں کہ نعتیہ ادب میں تنقیدی سرگرمیوں کا باقائدہ آغاز کراچی ہی سے نعت رنگ کی اشاعت کے ساتھ شروع ہوا اور اس نے ایک تحریک کی صورت اختیار کرلی۔سو ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک سے وابستہ قلم کاروں نے جم کر نعت کے تنقیدی رجحانات اور ادبی پہلوؤں پر اپنی کتابوں میں گہرے مطالعات پیش کئے جس نے معاصر ادبی فضاء میں تیزی سے اپنی جگہ بنائ۔

آپ یکم جون 2003 میں وفات پائی۔اللہ آپ کی مغفرت اور درجات بلندی عطا فرمائے آمین۔

پروفیسر منظر ایوبی

منظر ایوبی 4 اگست 1932 کو بھارتی ریاست اتر پردیش کے شہر بدایوں میں پیدا ہوئے۔آپ نے 1950ء میں بدایوں میں ہی انٹرمیڈیٹ کیا، اس ہی سال 24 اپریل کو آپ کی حبیبہ خاتون سے شادی ہوئی جس کے بعد اسی برس 3 مئی کو وہ ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔کراچی کے علاقہ شاہ فیصل کالونی میں آپ طویل عرصہ قیام پذیر رہے۔ منظر ایوبی نے جامعہ پنجاب سے ادیب فاضل کی سند حاصل کی جبکہ ایم اے اردو جامعہ کراچی سے کیا۔انہوں نے 1950ء تا 1961ء وزارت مال میں ملازمت کی جبکہ 1961ء سے 1994ء تک تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔

منظر ایوبی نے اردو شاعری اور نثر نگاری کا آغاز 1946ء میں ہی کر دیا تھا، آپ کی تصانیف اور شعری مجموعوں میں غزلوں کا مجموعہ (تکلم)، نظموں کا مجموعہ (مزاج)، ملی اور قومی شاعری کا مجموعہ (چڑھتا چاندا بھرتا سورج)، مضامین کا مجموعہ (کئی پرانی آوازیں) کے علاوہ متعدد کتابیں شامل ہیں۔آپ کی دیگر تصانیف میں (اردو شاعری میں نئے موضوعات کی تلاش)، (کراچی کا دبستان شعری)، (اردو شاعری میں انقلابی شعور)، (سلام ومناقب) نعتوں کا مجموعہ شائع ہوئے جو اہل علم اور اہل ادب میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

نعت فہمی کے حوالے سے آپکی گہری نگاہ تھی، نعت گوئی کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں کہ فن نعت گوئی جن احتیاتوں کا متقاضی ہے۔ہر نعت گو اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔دیگر اصناف شاعری میں بحور اوزان کے مختلف خانوں میں لفظوں کی دروبست سے

کام چل جاتا ہے لیکن نعت کے موضوع کو محور فکر بنانے کے لئے سمندروں کی گہرائی جیسے علوم وفنون کے ماہرین کا پتا بھی پانی ہوجاتا ہے۔ ہما شما کم علم و بے مایہ قلم کاروں کا تو ذکر ہی کیا۔ دیگر اصناف سخن ہر نوع کے سقم کی متحمل ہو سکتی ہیں لیکن نعت واحد موضوع ہے جو اپنے دامن پر ذرہ برابر دھبہ برداشت نہیں کرسکتا۔ سخنور کو تخلیق نعت کے دوران دماغ کی ساری چولیں ہلانا پڑتی ہیں اس کی ذرا سی بے احتیاطی تمام ریاض و کاوش کا خون کردیتی ہے پل بھر میں اس کی ساری تخلیقی صلاحتیں اوندھے منہ زمین پر گر پڑتی ہیں۔

نعت گوئی کے بارے میں نظریہ کے عنوان سے آپ فرماتے ہیں کہ جہاں تک نعت گوئی سے معاشرے کی اصلاح، تہذیب معاشرت، سماجی برائیوں کے انسداد، عظمت انسانیت کا فروغ اور اشاعت وتبلیغ دین کا کام لینے کا تعلق ہے اس بارے میں اردو نعت گو شاعروں کا وہ طبقہ (جو اگرچہ دیگر مکاتب فکر کے حامل نعت گو شعراء کے مقابلے میں محدود ہے) قابل صد تحسین بھی ہے اور قابل پذیرائی بھی، جن کی مذہبی ودینی موضوعات پر مشتمل فکری کاوشیں بلخصوص نعتیں مذکورہ بالا افادی تقاضوں کی مکمل طور پر آئینہ دار ہیں اور جو سردار انبیاء کی اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کو اپنی شاعری کا بنیادی موضوع بنائے ہوئے ہیں۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء مغرب کی ثقافتی اور تہذیبی یلغار سے اپنے ماحول اور معاشرے کو محفوظ رکھے۔ نئ نسلوں اور الحاد گزیدہ افراد کی کردار سازی کے لئے صرف اور صرف سرکار دو عالم کی ذات اقدس اور کردار عمل کو محور فکر بنائیں کہ ان کی تقلید اور اتباع کے بغیر عالم اسلام نہ اپنے موجودہ مسائل حل کرسکتا ہے اور نہ اپنی آخرت سنوار سکتا ہے۔

منظر ایوبی کے اولاوں میں ۵ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں جو سب ماشاء اللہ اہل علم ہیں اہل ادب ہیں۔ آپ 20 جون 2020 کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ازل سے تا حشر ایک منظر، زمیں سے تا عرش اک فضا ہے
جہاں خدا ہے وہاں نبی ہیں، جہاں نبی ہیں وہاں خدا ہے

مجھے یقیں ہے کہ روز محشر بھی بال بیکا نہ ہوگا انکا
وہ لوگ تا عمر جن کے ہاتھوں میں دامن مصطفیؐ رہا ہے

محبتیں بے حساب ان کی نوازشیں بے شمار ان کی
نہ ان کے لطف و کرم کی حد ہے نہ ان کی بخشش کی انتہا ہے

وہ تاجداروں کی آرزو بھی وہ بے سہاروں کی جستجو بھی
کہیں امیروں کے دل کی دھڑکن کہیں غریبوں کا آسرا ہے

ہزار چالیں چلے زمانہ فریب منزل مگر نہ کھانا
اسی کے نقش قدم پہ چلنا وہ رہنماؤں کا رہنما ہے

فروغ علم و ہنر کی رو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دامن نہ چھوڑ دینا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستہ رہ کے لوگو جہاں میں یہ مرتبہ ملا ہے

ہمارے آقا کا زندگی بھر یہی وظیفہ رہا ہے منظر
کہا ہے جو کچھ زباں سے اس پر عمل بھی کرکے دکھا دیا ہے

کنوراظہرعلی خان

کنوراظہرعلی خان 1933 میں علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔قلمی نام اظہرعلی خان اظہر رکھا۔اپنے عہد کےمشہور شاعرایک عہد ساز شخصیت اطہرنفیس کے چھوٹے بھائی تھے۔ پولیس کی ملازمت سے تقریباً 35سال بعد اعلی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔آپ نے 1992 میں انجمنِ خادمانِ محمد ﷺ (شاہ فیصل کالونی نمبر 2) کراچی کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ساتھ عشق نبی ﷺ پر نعتیں کہنا عروج پر پہنچ گئیں۔وہ حُبِّ رسول ﷺ کی محبت میں وارفتگی کا منہ بولتا ثبوت اورعزم وہمّت کی تصویر کا نمایاں پیکر تھے۔جو ہرسال ماہ ربیع الاول کی آمد پرعظیم الشان روح پرور محفل نعت کا انعقاد کراتے رہے اور آخری گھڑی تک اس انجمن کے بانی وصدر رہے۔

آپکے صاحبزادے محمد سلیم نے آپکے بعداز وصال آپکے نعتیہ مجموعہ کلیات اظہر کی اشاعت کا اہتمام کیا۔آپ اپنے والد کے ذوق نعت اور ارادت و بیعت کے حوالے سے اس کتاب میں لکھتے ہیں:

عشق رسول ﷺ کی کیفیت نے ان کو بے خودی اور کیف وسرور کا وہ نشہ بخشا جس نے ان کو دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا تھا۔میرے والد کو سرکار غوث حضرت بابا یوسف شاہ تاجی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل ہوا اوران کے استادِ سخن حضرت قبلہ سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی تھے۔میرے دادا کنور معصوم علی خان اور میرے سب سے بڑے تایا کنور اصغرعلی خان عرف البیلے شاہ انکے چھوٹے تایا کنور اطہرعلی خان (المعروف اطہر نفیس) سب سرکار غوث دوراں حضرت محمد بابا یوسف شاہ تاجی چشتی قادری قدس سرہٗ سے

بیعت تھے۔

آپکے چھوٹے بھائی کنور قمرعلی خاں آپکی شخصیت اور حالات زندگی کے حوالے سے لکھتے ہیں

ہندوستان میں ہمارے والد محترم بہادر نڈر اور نامی گرامی پولیس آفیسر تھے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔اظہر بھائی جان کا چوتھا نمبر تھا۔جب ہم پاکستان آئے تو اطہرنفیس اخبار جنگ سے منسلک ہوگئے اوراظہر بھائی نے پولیس محکمہ میں بھرتی اختیار کرلی۔اظہر بھائی اپنی دیانتداری، ایمانداری اور شرافت کی وجہ سے کسی طور پر پولیس کے آدمی نہیں لگتے تھے۔ملازمت سے فارغ ہونے کے بعدان کے اندرایک حسین تبدیلی آئی وہ نبی کریم ﷺ کے عشق میں دیوانے ہوگئے وہ نعت گوئی کو اپنی وجہ نجات سمجھ کر نعت لکھنے لگے۔وہ کب شاعر بنے اور کیسے بنے اس کا انہوں نے کبھی چرچا نہیں کیا۔

ڈاکٹرشہزاد احمد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کتاب میں لکھتے ہیں:

جناب اظہرعلی خان سے مرے تعلق کے دوحوالے بہت معتبر اور دیرینہ ہیں ایک وہ ڈاکٹر الیاس اختر کے کلینک پر آیا کرتے تھے دوسرے وہ غزل کے مشہور شاعر اطہرنفیس کے چھوٹے بھائی تھے۔اطہرنفیس مجھے دوطرح سے بہت پسند ہیں پہلا حوالہ انکی لکھی ہوئی نعتیہ آزاد نظم ہے جبکہ دوسرا حوالہ غزل گوئی میں انکی منفرد شہرت ہے۔1990 کی دہائی کا ذکر ہے کہ اکثر شاہ فیصل کالونی کی محافل نعت میں اظہرعلی خان سے بحیثیت سامع کے ملاقاتیں ہونے لگیں۔وہ بہت اہتمام وعقیدت کے ساتھ محافل ذکر رسول ﷺ میں شریک ہوتے تھے۔انجمن خادمانِ محمد ﷺ کی بنیاد رکھی اسکی پہلی محفل 1992 میں منعقد ہوئی۔13ویں سالانہ محفل جو کہ 26 جون 2004 شاہ فیصل کالونی تین نمبر چورنگی مین بازار پر منعقد ہوئی یہ انکی آخری محفل تھی اور یہی انکا مشغلہ حیات رہا۔

جناب صبیح الدین رحمانی آپکی کتاب میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

برادرم شہزاد احمد نے جناب اظہرعلی خان کی یاد تازہ کرواتے ہوئے مجھے ان

کے نعتیہ مجموعے کی اشاعت کی خوشخبری سنائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جناب اظہر علی خان صاحب سے میری ملاقات شاہ فیصل کالونی میں ہونے والی محافلِ نعت میں اکثر و بیشتر ہوتی رہی میں ہمیشہ انہیں ایک ایسا سامع پایا جو نعت شریف پورے ادب واحترام سے سنتے ہیں اور شعری جمالیات کو سمجھتے ہوئے محفل میں شرکت کرتے ہیں اور اسی خصوصیت کے باعث میں بھی انکو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ان کے نعتیہ مجموعہ کی اشاعت کی اطلاع اور کلام کے مطالعے نے مجھے خوشگوار حیرتوں سے دوچار کیا۔ ان کی شعری صلاحیتوں کا مجھے علم نہیں تھا کلام کے مطالعے سے ان کی دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آشکار ہوئی ہے۔ میں اس خوش بختی پر مرحوم کے لئے دعا گو ہوں۔

شاعرِ حمد و نعت جناب طاہر حسین طاہرؔ سلطانی آپ کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہمارا ایمان ہے کہ حمد و نعت نہ صرف ہمارے لئے بہارِ جاں فزا، سکونِ قلب و جاں ہے بلکہ نجات کی سبیل بھی ہے۔ ایک میں ہی کیا دنیا کا ہر وہ شاعر جس نے حمد و نعت کو اپنا وظیفہ بنا لیا ہے مقدّر کا سکندر ہے اور ہمارے لئے قابلِ احترام ہے۔ اظہر علی خان کا کہنا ہے کہ ہر گھڑی ہر لمحہ ذکرِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو، کہ حبِّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن نشانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اظہر علی خان کو شہر مدینہ میں جنت کے نشاں اور اماں نظر آتی ہے''۔

ممتاز نعت گو عابد بریلوی یوں رقم طراز ہیں:

اظہر علی خان بہت ہی جہاندیدہ شخصیت تھے جنہوں نے اپنی نعتوں کے اسلوب کو سرورِ کائنات کی عقیدت و سیرت کے ترازو پر برابر تولا ہے ایسے لوگ اب دنیائے نعت میں شاذ و نادر ہی ہیں جو سرکار کی مدح سرائی صحیح معنوں میں انجام دیتے ہیں۔

آپ 71 سال عمر پانے کے بعد مورخہ 25 نومبر 2004 اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(حوالہ۔ کلیات اظہر۔ مصنف اظہر علی خان اظہر)

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ تو خسروی کی ہے آرزو نہ ہی سیم و زر کی تلاش ہے
جہاں نقشِ پا ہوں حضورؐ کے اُسی رہگزر کی تلاش ہے

جنہیں موقع بخشا شنید کا جنہیں فخرِ دید عطا ہوا
وہ جہاں ملیں وہیں چوم لوں اُنہی بام و در کی تلاش ہے

جو ہوئے تھے سایہ فگن کبھی جو جھکا تھا شاہ کی راہ میں
انہیں بادلوں کی تلاش ہے مجھے اس شجر کی تلاش ہے

جو بچھونا بن کے بچھے رہے جو کہ تکیہ بن کے سجا رہا
اُسی بسترے ، اُسی بوریے مجھے اس حجر کی تلاش ہے

نہ رُکوں کہیں نہ مُڑوں کہیں مجھے شہرِ بطحا میں چھوڑ دے
وہ بُلائیں مجھ کو تو چل پڑوں مجھے اس سفر کی تلاش ہے

دلِ مضطرب ذرا صبر کر کیوں بھٹک رہا ہے اِدھر اُدھر
وہ پڑے گی تجھ پہ بھی ایک دن تجھے جس نظر کی تلاش ہے

نظر آئے اظہر یوسفی کبھی خواب میں رُخِ مصطفیٰ
وہ جو تابِ دید بھی لا سکے مجھے اس جگر کی تلاش ہے

کوثر بریلوی

جتنا دیا سرکارؐ نے مجھ کو اُتنی مری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُنؐ کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں
(کوثرؔ بریلوی)

یہ منفرد و یگانہ اور مشہورِ زمانہ شعر کوثر بریلوی مرحوم کا ہے۔ کوئی شاید کوثر بریلوی سے واقف نہ بھی ہو تو یہ شعر یقیناً اس کے کانوں میں رَس گھولتا ہوگا، یہ شعر جگہ جگہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ عزت اور شہرت اللہ کے کرم پر موقوف ہے۔ اس کا تعلق جاہ و منصب اور ریاضت و دولت سے نہیں۔ یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔ اللہ کے کرم اور نبی ﷺ کی توفیق کہ کوثر بریلوی کے اس ایک شعر کو ہی شہرتِ دوام بخش دی، یہ ایک شعر کوثر بریلوی کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

ادبی پہچان رکھنے والے کوثر بریلوی کا خاندانی نام محمد فاروق ہے۔ کوثر تخلّص کرتے ہیں۔ سالِ پیدائش ۱۹۳۸ء ہے اور جائے پیدائش بانس بریلی (انڈیا) ہے۔ والد کا نام محمد شفیق ہے۔ کوثر بریلوی ابھی پانچ سال کے تھے کہ اُن کی والدہ انتقال فرما گئیں، گیارہ سال کی عمر میں والد ماجد کے انتقال کے بعد ایک عارف کامل حضرت بشیر میاں کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ ۱۹۵۰ء میں عازم پاکستان ہوئے، کچھ عرصہ پنجاب اور سندھ میں گزارنے کے بعد کراچی جٹ لائن میں مقیم ہوگئے۔ بعد ازاں حکومت کی جانب سے شاہ فیصل کالونی میں منتقل ہوگئے۔ ۱۹۷۸ء میں پاکستان انٹرنیشنل ائر لائن میں انجینئرنگ کے شعبے سے منسلک ہوگئے۔ عارف اکبرآبادی نابینا تھے مگر شعر و ادب کی دنیا میں بہت معروف ہوئے، کوثر بریلوی کو عارف اکبرآبادی سے شرفِ تلمّذ حاصل ہے۔

''یہ تو کرم ہے اُن کا ورنہ'' کوثر بریلوی کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے، جسے شبیر احمد

انصاری نے حرا فاؤنڈیشن پاکستان کراچی سے شائع کیا۔ کوثر بریلوی کے مجموعۂ نعت پر مضامین و آراء لکھنے والوں میں شبیر احمد انصاری، صہبا اختر، حاجی حنیف طیب اور ادیب رائے پوری شامل ہیں۔ صابر براری ضیائی، غیور احد اور تنویر پھول نے قطعاتِ تاریخ تحریر کئے ہیں۔ حمد و نعت کے علاوہ گوشۂ عقیدت کے عنوان سے صحابہ کبار، امام عالی مقام اور بزرگانِ دین کی مناقب بھی شامل ہیں۔

''حدیثِ محبت'' کوثر بریلوی کی بہاریہ شاعری پر مشتمل مجموعہ ہے۔ اس میں ایک حمد و نعت پھر غزلیات، منظومات، سہرے اور قطعات و رُباعیات شامل ہیں۔ کوثر بریلوی ایک درد مند دل رکھنے والے سادہ انسان تھے، اُن کا دل، زبان اور قلم عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ اُن کی نعتیں مکمل خلوص کی آئینہ دار ہیں۔ آپ کی سادگی کی طرح آپ کی نعتیں بھی عام فہم اور سادہ انداز میں ہیں۔

آپ کا وصال ۲۳ ستمبر/۲۰۱۶ء کو ہوا، آپ عظیم پورہ قبرستان، شاہ فیصل کالونی کراچی میں مدفون ہیں۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جتنا دیا سرکارؐ نے مجھ کو اُتنی مری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

تو بھی وہیں پہ جا جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے
ایک تری تقدیر بنانا ان کے لیے کچھ بات نہیں

جو ہیں میری جان و ایماں کیا میں ان کی نذر کروں
پاس میرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں

عشقِ شہِ بطحا سے پہلے مفلس و خستہ حال تھا میں
نامِ محمدؐ کے میں قرباں اب وہ مرے حالات نہیں

صرف حبیبِ رب کی بدولت صرف اُنھی کے صدقے میں
کون سا وہ خطّہ ہے جہاں پر رحمت کی برسات نہیں

منکر ہے جو اُن کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو
کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں

طیبہ سے کچھ لانا ہے تو خاکِ درِ احمد لاؤ
خاکِ درِ احمد سے بہتر اور کوئی سوغات نہیں

غور تو کر سرکار کی تجھ پر کتنی خاص عنایت ہے
کوثرؔ تُو ہے اُن کا ثناخواں یہ معمولی بات نہیں

خورشید احمر

جناب خورشید احمر دنیائے شعروادب کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔آپ یوپی کے مردم خیز شہر کان پور بھارت میں پیدا ہوئے۔آپ کا سن ولادت 1940 ہے۔آپکا خاندانی نام خورشید عالم اور قلمی نام خورشید احمر ہے۔آپ شاہ فیصل کالونی نمبر ۳ میں طویل عرصے قیام پزیر رہے اور اس علاقے کے شعری منظر نامہ کے ممتاز ومقبول شعرا جیسے حمایت علی شاعر اور دیگر شخصیات سے رابطے میں رہے۔آجکل آپ گلستان جوہر میں قیام پزیر ہیں۔آپکا تعلیمی اور عملی زندگی کا سفر بڑا تابناک اور ہمہ جہت ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کان پور میں رہتے ہوئے حاصل کی۔آپ نے سابق مشرقی پاکستان کے ایک شہر پاربتی پور کے جناح ہائی اسکول سے میٹرک اور سید پور سے انٹر اور ڈھاکا یونی ورسٹی سے 1970 میں اردو اور فارسی میں بی اے کیا۔آپ کے مورث اعلی کا تعلق بخارا ازبکستان وسط ایشیا ہے۔آپ کا گھرانہ تبلیغی کارواں کے ہمراہ ہندوستان آ گیا۔جو اول دہلی میں پھر صوبہ بہار میں جا بسے۔آپکا خاندان علمیت وفضلیت تصوف روحانیت کے سبب صوبہ بہار میں باوقار سمجھا جاتا تھا۔آپکے والد عبدالمغیز ریلوے میں ملازم تھے۔

جناب خورشید احمر صاحب کی زندگی مسلسل فکر وعمل سے عبارت ہے۔آپ ایک علمی وادبی خانوادے کے فرزند ہیں۔عالمی شہرت یافتہ مصوّر قمرالحسن (ڈھاکہ) آپ کے ماموں ہیں۔آپکا شعری مجموعہ شہر چراغاں جو کہ حمد ونعت نظم غزل کا حسین مرقع ہے۔جید علمی و ادبی شخصیات نے آپ کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر تبصرہ کیا ہے جن میں ڈاکٹر حنیف فوق، ڈاکٹر وقار راشدی، ڈاکٹر اظہر قادری، نوشاد نوری، احمد الیاس، شبیر احمد انصاری شامل ہیں۔آپکا ایک نعتیہ مجموعہ ''نورٌعلیٰ نور'' حمد ونعت ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر حنیف فوق شہر چراغاں میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ خورشید احمر کے مجموعہ کلام میں اجتمائی احساسات اور انفرادی حسیات کا ایسا مرقع ہے جو قابل مطالعہ اور لائق ذکر ہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد خورشید احمر کی شاعری میں جذبۂ قومیت کے لیئے زیادہ تیز ہوگئی۔ خورشید احمر نے متعدد اصناف سخن کو شاعرانہ اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ انہوں نے حمد ونعت اور قومی نظمیں کہی ہیں۔ خورشید احمر کا مجموعہ کلام شہر چراغاں ان کے ادبی سفر میں روشنی کا منظر ہے۔ خورشید احمر کے تہذیبی پس منظر اُن سے رنگ ونور کے نئے نظاروں کی توقع ہے۔

ڈاکٹر وفا راشدی آپکے بارے میں کہتے ہیں کہ خورشید احمر ایک علمی و ادبی خانوادے کے فرزند ہیں جن میں سے بیشتر کا تعلق فنون لطیفہ، وکالت اور درس وتدریس سے رہا ہے۔ عالمی شہرت یافتہ مصور قمر الحسن آپ کے ماموں تھے۔ آپ کی دل آویز شخصیت اخلاص وایثار وشرافت پاس داری اور وفا شعاری کے اعتبار سے مشرقی تہذیب کا نمونہ ہے۔ آپ کی شخصیت کی کئی جہتیں ہیں وہ بیک وقت انگریزی واردو کے نثر نگار شاعر صحافی اور مترجم ہیں۔ آپ نے مشرقی پاکستان کے ایک انگریزی اخبار یونٹی سے اپنی صحافتی زندگی کی ابتداء کی۔ اس وقت قائداعظم سید پور میں انٹر کے طالب علم تھے۔ آپ نے قیام بنگلہ دیش کے بعد 1974 میں دوسری ہجرت کی۔ اب کراچی انکا مسکن ہے۔ مشرقی پاکستان کے المیے سے خورشید احمر بھی دوچار ہوئے اور اسکے نتیجے میں پیدا ہونے والی المناکیوں اور سفاکیوں کو جس شدت اور وفور کرب کے ساتھ محسوس کیا اسکا اظہار اپنے اشعار میں بھی فرمایا ہے۔ آپ نے فیض احمد فیض سے نہ صرف گہری ارادت اور شیفتگی کا اظہار کیا ہے بلکہ وہ فیض کی شاعرانہ عظمت اور ان کے حسن کلام سے اکتساب فیض بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر اظہر قادری آپکو انسانی رشتوں کا شاعر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خورشید احمر نے بے شمار اخبار ورسائل سے وابستہ رہے اُن دنوں انجمن ترقی اردو میں اور دوسرے ادارے اور انجمنوں کے زیر اہتمام جو کل پاکستان مشاعرے ڈھاکا میں منعقد

ہوئے ان میں خورشید احمر نہ صرف شاعر کی حیثیت سے شرکت کی بلکہ ان کو کامیاب بنانے میں نہایت فعال کردار ادا کیا۔ اس طرح جب تک مشرقی پاکستان میں ان کا قیام رہا وہ وہاں کی ادبی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے۔ خورشید احمر مشرقی پاکستان میں جہاں اردو ادب کی ترقی اور فروغ کے لئے سرگرم عمل رہے وہاں انہوں نے بنگالی زبان کے ادیبوں کا بھی بھر پور ساتھ دیا۔

جناب نوشاد نوری آپکو مستقبل کے امکانات کا شاعر لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شہر چرغاں انکی چیدہ چیدہ حمد ونعت نظم وغزل پر مشتمل ہے۔ آپ کی حمد نگاری اور نعت گوئی میں زبان وبیان کے تمام محاسن اور اسلوب واظہار کی تمام خوبیاں ان کی عام نظموں کی طرح پوری تابنا کی سے جلوہ گر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نعت نویسی کی اپنی نزاکتیں ہیں اس کی پاکیزگی بعض اوقات انتہائی عقیدت اور غلو کے ہاتھوں بھی متاثر ہوتی ہے اور بعض اوقات پیچیدہ فکر وفلسفے کے اظہار بھی اسے داغ دار کر جاتے ہیں لیکن تخلیقی نکات اور سماجی مسائل خورشید احمر کی نعت میں محض ایک دعا کی طرح نزول پاتے ہیں۔

ہے ان کا اسم باعث تخلیق کائنات
وجہ ثبات گردش دوراں ہے ان کا نام
اک شمع محبت کا پروانہ بنا سب کو
ہر فرقہ پرستی سے انساں کو اماں دیدے

جناب شبیر احمد انصاری آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خورشید احمر ہمارے لئے ایک کھلی کتاب کے مانند ہیں انکی شخصیت ہر قسم کی بناوٹ اور تصنع سے پاک ہے۔ وہ ایک خوش فکر اور صاحب اسلوب شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک احساس اور دردمند دل کے بھی مالک ہیں اور انکا یہ وصف انکی شاعری میں دروبست نظر آتا ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جاری ہے جب سے وردِ محمدؐ کے نام کا
منظر بدل گیا ہے مری صبح و شام کا

ہوں راہِ مستقیم مدینہ پہ گامزن
صیاد کا ہے خوف نہ اندیشہ دام کا

شاہانِ ذوالجلال بھی کرتے ہیں مجھ پہ رشک
جو ہُوں فقیر قریۂ خیرالانام کا

پیشِ حضورؐ جب نہ ہوئی تابِ گفتگو
اشکوں میں ڈھل گیا مرا ہدیہ کلام کا

چھلکے گا جس میں جامِ محبت کا انگبیں
آئے گا وہ بھی دور نبیؐ کے نظام کا

خورشیدؔ بزمِ نعت میں ہوں اس لیئے شریک
اک موقع آگیا ہے درود و سلام کا

ڈاکٹر سعید وارثی

ممتاز نعت نگار جناب ڈاکٹر سعید وارثی نعتیہ اور سماجی حلقہ میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔آپ نے کراچی کے علاقے شاہ فیصل کالونی کو کو اپنا مرکز ومحور ومسکن سکونت بنایا۔آپ کا سن ولادت 1946ء ہے۔آپ ایم اے اردو، ایم اے پولیٹیکل سائنس، ایل ایل بی، اور پی ایچ ڈی (نارکوٹکس) کی اسناد حاصل کی۔شاہ فیصل کالونی میں ادارہ مجلس سماجی کارکنان پاکستان کی بنیاد رکھی جو ہمہ جہت سماجی خدمت کے حوالے سے کام کرتا رہا ہے سلسلہ وارثیہ کے بانی حضرت سید وارث علی شاہ قدس سرہ کو بزم صوفیاء میں منفرد مقام حاصل ہے۔انہوں نے اپنے معتقدین کو ہادئ دو جہاں سے محبت وعقیدت کی خصوصی تربیت دی۔بے شمار وارثی نعت گو شعراء ایسے ہیں کہ ان کے کلام میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحرِ بے کراں نظر آتا ہے۔سعید وارثی خوش قسمت مداح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع ہوئے ہیں کہ انکے دادا غفار شاہ وارثی اور والد ستار وارثی بھی مداح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے۔ایسے ماحول میں انکی تربیت ہوئی جو انکی فکری صلاحیتوں کے آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوئی۔آپ کی حسب ذیل کتب شایع ہوئیں جو اپنی مثال آپ ہے۔

۱۔آوازیں (مضامین کا مجموعہ) ۲۔خواب خواب چہرہ (غزلوں کا مجموعہ) ۳۔ناگفتہ (نظموں کا مجموعہ) ۴۔ورثہ (نعتوں کا مجموعہ)

ڈاکٹر وحید قریشی آپ کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اردو شاعری میں نعت گوئی کی روایت نئی نہیں۔شعراء قدیم سے جدید شاعری تک ہر بڑے ابھرتے شاعر نے ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔جہاں شاعری نے فکری اور تیکنیک کے اعتبار سے نئے موڑ کاٹے ہیں وہیں نعت گوئی نے بھی جدید اسالیب اختیار کر کے نعت گوئی کو جہان تازہ سے روشناس

کرایا ہے۔سعید وارثی کی نعتیہ شاعری دو پہلوؤں الگ شناخت کراتی ہے کہ اس میں نئے شعری میلانات کے ساتھ ساتھ عقیدت کی انتہاء بھی موجود ہے اور اس لحاظ سے بھی وہ ایک خوش قسمت نعت گو ہیں کہ وہ ایک ایسے ممتاز نعت گو شاعر عبدالستار وارثی کے فرزند ہیں جنہیں نعت گوئی میں اساتذہ کا مقام حاصل ہے۔اس لحاظ سے سعید وارثی کو نعت گوئی وراثت میں ملی ہے۔اس مجموعے میں تازہ شعر گوئی کا احساس بھی نمایاں ہے جو نئی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔

- ممتاز شاعر اور ادیب، احمد ندیم قاسمی آپ کی شخصیت اور شاعری کے حوالے سے کہتے ہیں کہ سعید وارثی نعت گوئی میں بھی اپنی انفرادیت یوں برقرار رکھنے میں کامیاب ہیں کہ انہوں نے سرورِ کائنات ﷺ کی بارگاہ مقدس میں اپنی عقیدت ومحبت وخلوص کے اظہار میں شعری کمالات اور خوبصورت تجربات سے کام لیا ہے۔انہوں نے غزل کے فریم یعنی تنگنائے غزل (جس میں عام طور سے نعتیں لکھی جاتی ہیں) سے نکال کر فنی وسعت سے ہمکنار کیا ہے۔جو ہر صورت ایک نہایت کامیاب اور نیا تجربہ ہے۔

- ڈاکٹر جمیل جالبی فرماتے ہیں کہ 'ورثہ' سعید وارثی صاحب کی خوبصورت اور مہکتی ہوئی نعتوں کا مجموعہ ہے جس سے سرکار دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات سے شاعر کی والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

- ڈاکٹر اعجاز راہی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سعید وارثی ۶۰ ء کے بعد آنے والی اس جوان فکر نسل سے تعلق رکھتا ہے جس میں اردو شاعری نے پرانے سانچوں کو توڑ کر فکر اور فن کے نئے راستے تلاش کئے۔ان کی شاعری فکری وفنی ہر دو لحاظ سے جدید حیثیت کی حامل ہے۔اور اس کی گہری commitment کی غماز نعت گوئی اُنہیں ورثے میں ملی ہے۔رسالت مآب ﷺ سے عقیدت آپ تک آپ کے بزرگوں سے پہنچی ہے۔یہی سبب ہے کہ وہ صرف نعت میں شاعری ہی نہیں کرتے بلکہ تقدس کی ایک ایسی فضا بھی قائم کرتے ہیں جو بہت کم شعرا کے یہاں نظر آتی ہے۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ سعید وارثی جدید نعت گوئی میں اپنے لئے ایک نیا راستہ تلاش کر رہا ہے۔اس کا ثبوت زیر نظر نعتیہ مجموعہ ہے

میری دعا ہے کہ اس کی یہ کوشش دربار رسالت میں جگہ پائے۔

- ڈاکٹر تصدق راجا فرماتے ہیں کہ سعید وارثی کا تعلق نوجوان نسل کے اُن شعراء میں ہوتا ہے جو تازہ فکری کے ساتھ ۶۰ کی دہائی میں وارد ہوئی تھی اور جس نے نہ صرف فکری اعتبار سے جہانِ نو آباد کیا بلکہ فنی اور تکنیکی لحاظ سے بھی اجتہاد کر کے اسے وُسعت پھیلاؤ اعجاز وایجاد عطا کیا ہے۔سعید وارثی غزل گوئی میں اپنے لئے جگہ پیدا کر چکے ہیں اب نعت کے میدان میں بھی انہوں نے اپنی انفرادیت بحال رکھی ہے۔نعت گوئی انہیں ورثے میں ملی ہے اور 'آیۂ رحمت' کے ممتاز نعت گو شاعر جناب ستار وارثی ان کے والد گرامی ہیں مگر سعید وارثی کی نعت اس لحاظ سے مہمیز ہے کہ انہوں نے شعری ضرورتوں پر عقیدے اور احترام کو قربان نہیں ہونے دیا۔

- ڈاکٹر لطف الرحمٰن کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ازل سے ہزار ہا خوش نصیب اپنے اپنے بے پناہ عقائد کے معطر معطر اور عطر بیز گلدستے اپنے عصری اور لمحاتی اسلوب اور اپنی انفرادی فکری کاوشوں کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے رہے ہیں لیکن یہ ذکر اور اس ذکر کی لذت اور اس لذت کی ہمہ گیریت میں نہ موضوعاتی کشش کم ہوتی ہے اور نہ ممدوح کے مدح خوانوں کی تعداد میں کسی بھی دور میں کمی آئی ہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔بقول سعید وارثی ؎

ذکر ہر ایک کے لب پر ہے ازل سے اس کا   بات ہوتی ہی نہیں پھر بھی پرانی اسکی

یہ اللہ تعالی کی محبوبیت کا اعجاز ہے کہ اس کے محبوب ﷺ سے مخلوق کی محبت کی انتہا کا کوئی تعین نہیں۔دنیا کی ہر زبان میں ہر جہت اور اسلوب سے عاشقان رسول ﷺ نے نعتیہ ادب لکھا ہے اور لطف یہ کہ ۱۹۸۰ کی دہائی پاکستان میں اس اعتبار سے مبارک اور مسعود کہی جاسکتی ہے کہ اس عشرے کے دوران بے شمار خوبصورت اور مجلد نعتیہ مجموعے منظر عام پر آئے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

آپ نے 22 دسمبر 2018 کو اس دارِاجل کو خیر باد کہا اور شاہ فیصل کالونی گیٹ قبرستان میں اپنے خانوادے کی دیگر آخری آرام گاہوں کے ساتھ آسودۂ خاک ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو عطا کیا تھا صُہیبؓ کو مرے عشق کو وہ کمال دے
کبھی ذکرِ جوشِ جنوں چھڑے تو زمانہ میری مثال دے

ہے مری نوا مرا مسئلہ مرے فکر و فن کو اُجال دے
مجھے آگہی کا سرور دے مجھے کیفِ رُوحِ بلالؓ دے

مرا غم نہیں غمِ بے سبب نہیں اور کوئی مری طلب
مرا ربط تجھؐ سے رہے سدا کوئی خواب دے کہ خیال دے

مرا حرف حرف عطا تریؐ، تراؐ تذکرہ مری شاعری
مری شاعری مری بندگی، مری بندگی کو کمال دے

ترا ذکر ہے ترا نام ہے یہی ہر نفس مرا کام ہے
یہ ترے مزاج کی بات ہے مجھے عیش دے یا ملال دے

یہ ترے فقیر گدائے در تریؐ نسبتوں سے ہیں معتبر
انہیں مستِ کیفِ نگاہ کر انہیں شانِ ترکِ سوال دے

یہ مجال میری کہاں کہ میں ترےؐ قرب کی کروں آرزو
یہ کرم بہت، بخدا کہ تُو مجھے نقشِ پا کا وصال دے

رشید وارثی

رشید وارثی کا پیدائشی نام عبد الرشید خان، تخلص رشیدؔ اور کبھی کبھی وارثی بھی تخلص کیا کرتے تھے۔ شہرت رشید وارثی اور ابولفرح رشید وارثی کے قلمی نام سے تھی۔ اگست 1947 کو بریلی یو پی انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ہائی اسکول کے زمانے سے شاعری کا آغاز ہوا جب کہ 1970 کے اوائل میں نعتیہ شاعری کی جانب مائل ہوئے۔ اپنے والدگرامی ستار وارثی اور بڑے بھائی ڈاکٹر سعید وارثی سے مشورہ سخن کیا کرتے تھے۔ ایم اے اسلامیات، ایم اے صحافت اور سرٹیفکیٹ ان ایڈوانس عربک کیا۔ تحقیق اور علمی مشاغل روز وشب کے معمول تھے۔ صحافت کے پیشے سے وابستہ اور قومی ایئر لائن پی آئی اے کے ماہانہ خبر نامہ فلک پرواز کے ایڈیٹر تھے۔ بعض زعمائے وطن کے اسپیچ رائٹر بھی رہے۔ اسلامی ادب کے تحقیقی و اشاعتی ادارے بزم وارث کے صدر اور روحِ رواں تھے۔

رشید وارثی کی نعتیہ شاعری کسی روایتی شاعر کا نعتیہ کلام نہیں ہے۔ وہ قرآن و حدیث اور آثار و سیر کے حوالے سے میدانِ تحقیق و تنقید کے شہسوار تھے۔ اس سے کہیں زیادہ دل گداز شعر بھی کہتے تھے۔ انکی نعتیہ شاعری عقیدت کے ساتھ ساتھ مضامین کی جدت سے بھی آراستہ ہے۔ رشید وارثی کی نعتوں میں نعت کی حقیقی روح کارفرما ہے۔ آپ جوہرِ نقدِ نعت کے اداشناس تھے۔

اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ شریعت اسلامیہ کے تناظر میں رشید وارثی کا وہ تحقیقی و علمی کام ہے جس پر موصوف پی ایچ ڈی کرنا چاہتے تھے۔ ملازمت کی ذمہ داریوں کے سبب اجازت نہ ملنے پر آپ اس کام کو انجام نہ دے سکے۔ جس کا قلق ہمیشہ انہیں رہا۔ رشید وارثی نقد نعت میں صف اول کے ناقدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ رشید وارثی کا مذکورہ تنقیدی مقالہ نعت ریسرچ سینٹر کراچی نے 2010 میں شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر یحییٰ نشیط (بھارت) نے رشید وارثی اور نقد نعت کے حوالے سے معلومات افزاء اور دلکشا تحریر رقم کی ہے۔ رشید وارثی نے کتاب کا مقدمہ شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ تنقید کی اہمیت اس کی معنویت اور اسکے اسباب وعلل کو تنبیہ بھی

فرمائی ہے ۔غرض کہ یوں تو پوری کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے مگر اس کے مقدمہ کا جواب نہیں۔

خوشبوئے التفات رشید وارثی کا مجموعہ حمد ونعت ومناقب ہے جسے بزم وارث کراچی نے مئی 2004 میں بہت اہتمام کے ساتھ شایع کیا۔رشید وارثی نے اپنے مجموعہ نعت کو اپنی فکر کے مطابق بڑی عالمانہ شان سے مرتب کیا۔خوشبوئے التفات بلاشبہ دنیائے حمد ونعت میں ایک خوب صورت اضافہ ہے۔رشید وارثی کی برسوں کی ریاضت شعر وسخن خوشبوئے التفات کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔رشید وارثی نے اپنے مجموعہ کلام میں بہت خوبصورتی اور دلیری کے ساتھ اپنی عقیدت اور اپنے عقیدے کا ببانگِ دُہل اظہار کیا ہے۔عموماً شعرائے کرام اس برجستگی اور سچائی سے اجتناب برتتے تھے۔

فیضان المواہب کے نام سے بھی ایک تعارفی مجلہ 2004 میں شایع ہوا۔ یہ مجلہ خوشبوئے التفات کے ضمن میں شایع ہوا تھا۔اس میں وہ تمام مضامین اور آراء شامل ہیں جو رشید وارثی اور خوشبوئے التفات کے حوالے سے لکھے گئے تھے۔ رشید وارثی پہلی مرتبہ اس مجلہ کے حوالے سے متعارف ہوئے تھے۔ وگرنہ وہ ساری زندگی شہرت اور نمود ونمائش سے دور رہے۔

آپ کی دیگر کتب میں شرح اسماء النبی 2007 احکامِ میّت اور ایصالِ ثواب مع مرحومین کی برزخی زندگی 2008 عالم اسلام کی شرح درود تاج قران کریم اور احادیث مبارکہ کے انوار میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب رشید وارثی کے انتقال کے بعد بزم وارث کے زیر اہتمام 2010 میں شایع ہوئی۔

رشید وارثی جتنی اچھی اور مرصع تحریر لکھتے تھے اتنی ہی اچھی شاعری بھی کرتے تھے۔ ضروری نہیں کہ ہر اچھا لکھنے والا اچھا شعر بھی کہتا ہو۔مگر اللہ رب العزت نے محبت مصطفی ﷺ کے طفیل رشید وارثی کو بیک وقت یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔

● پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی وائس چانسلر انڈی پنڈنٹ یونی ورسٹی فیصل آباد فرماتے ہیں کہ رشید وارثی صرف ایک شاعر ہی نہیں داعیات محبت کا رمز شناس بھی ہے۔علمی رسوخ تحقیقی میلان اور مقام رسالت کی آگہی نے رشید وارثی کے حرف حرف کو پروقار پر تاثیر اور پر بہار بنا دیا

ہے۔اختیارِ کلمات میں حد درجہ احتیاط انتخاب مشتملات میں بے پناہ حزم اور پیشکش میں ہمہ تن خوش سپردگی نے نعت کو واردات بنایا ہے۔نعت اگر عقیدتوں کی مالا ہے تو ہمارے شاعر کو ایسی مالا پرونے کا فن آتا ہے۔قرآن وحدیث اور آسار وسیر کے مطالعے نے عقیدت کو تحقیق کا مزاج عطا کیا ہے۔ لفظ تراشنے میں سنگ تراشی کا ہنر نمایاں ہے تو مضامین کی تلاش میں کوہ کنی کی مشق ہویدا ہے۔ رشید وارثی کا مجموعہ حمد ونعت خوشبوئے التفات سے مہمیز دیوان ہے جس کے حرفوں میں عقیدتوں کی تمازت ہے اور جس کے معانی میں عقیدتوں کی طہارت ہے۔حرف وصوت اور مفہوم ومعنیٰ کے اس خوبصورت مرقع پر جناب رشید وارثی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں دعا گو ہوں کہ ان کے فن کو مزید تابانیاں نصیب ہوں۔

● ڈاکٹر فرمان فتح پوری فرماتے ہیں:

رشید وارثی صاحب نے نعت گوئی کے موضوع پر کئی زاویوں سے توجہ فرمائی ہے۔ تحقیق،تنقید،تدوین،ترتیب،تزئین اور تحسین کے زاویئوں سے طبع آزمائی کی ہے اور اردو نعت کے ذخیرۂ شعر وادب کو مالا مال کیا ہے۔خوشبوئے التفات میں تو بعض ایسی تخلیقی چیزیں نظر سے گزریں کہ رشید وارثی کے کمالِ فن کے باب میں مجھے حیرت زدہ کر دیا۔

● ڈاکٹر محمد سعید خان وارثی بانی وصدر مجلس سماجی کارکنان پاکستان فرماتے ہیں۔

برادرم عزیزم رشید وارثی سلمہٗ کی مذہبی شاعری ذاتِ محبوب خدا ﷺ اور آپ ﷺ کے آل پاک علیہ السلام سے ہمارے اجداد کرام کے اس عشق راسخ اور صادق کی آئینہ دار ہے جس کی جلوہ گری قبلہ گاہی ستار وارثیؒ کی حمد ونعت میں نمایاں ہے۔رشید وارثی سلمہ نے اپنی مذہبی شاعری میں اردو زبان کی قدیم اور جدید تقریباً تمام ہی اصناف سخن کو برتا ہے۔اردو حمد ونعت کو ادبِ عالیہ کا حصہ بنانے کی کوششوں کے حوالے سے انکی سعیٔ جمیلہ اس قدر کامیاب اور دورِ حاضر میں منفرد سی نظر آتی ہے۔

صاحبِ طرز نقاد وشاعر رشید وارثی کا انتقال 11 جون 2009 بروز جمعرات صبح نو بجے کراچی میں ہوا۔کالونی گیٹ کے قبرستان شاہ فیصل کالونی کراچی میں اپنے والد کے قدموں میں مدفون ہیں۔

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدحتِ شاہِ مدینہ میں کُھلی ہیں آنکھیں
ترجماں دل کی ہمیشہ سے رہی ہیں آنکھیں

جب سے سرکارؐ کی چوکھٹ پہ جُھکی ہیں آنکھیں
جانبِ خلدِ بریں بھی نہ اُٹھی ہیں آنکھیں

کسی پتّھر کی تراشیدہ نظر آتی ہیں
اس طرح گنبدِ خضرا پہ جمی ہیں آنکھیں

حرمِ پاک پہ سجدوں سے جبیں روشن ہے
سرمۂ خاکِ مدینہ سے سجی ہیں آنکھیں

بے سبب تو نہیں آنکھوں میں حنائی رنگت
رات بھر عطرِ محبّت میں بسی ہیں آنکھیں

بابِ جبریلؑ پہ پلکوں کو بچھا رکھا ہے
وقف جاروبیٔ دربارِ نبیؐ ہیں آنکھیں

آئے گا پردۂ بینائی پہ جلوہ اُن کا
لطفِ سرکارِ مدینہؐ پہ لگی ہیں آنکھیں

نامِ سرکارؐ پہ آنسو اُمنڈ آتے ہیں رشیدؔ
اپنے اجداد کی آنکھوں پہ گئی ہیں آنکھیں

محمد علی زاہد قادری

جناب محمد علی زاہد قادری 1954 میں رحیم یار خان پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین قیامِ پاکستان کے وقت انڈیا کے علاقے ہاتھ رس سے ہجرت کر کے رحیم یار خان رہائش پزیر ہوئے۔ آپ کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ہائی اسکول رحیم یار خان سے حاصل کی۔ آپ کو حصولِ تعلیم کا بے حد شوق تھا۔ آپ عطائے خداوندی سے بہت ذہین واقع ہوئے تھے۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو والد صاحب کا انتقال ہو گیا لیکن آپ نے انتہائی محنت اور لگن سے اپنی تعلیم جاری رکھی اور ساتھ ہی کام بھی کرتے رہے۔

بچپن میں آپ کے اسکول میں ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں آپ نے اپنی تخلیق کردہ نظم ماں باپ کی شان میں پیش کی جسے بڑی پزیرائی ملی۔ الغرض شاعری کا شوق آپکو بچپن ہی سے تھا۔ عالمِ اسلام کے معروف ثناء خواں الحاج خورشید احمد بھی دینی تعلیم کے دوران آپ کے ہم جماعت رہے۔ ہائی اسکول سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا اس کے ساتھ ذریعہ معاش کے لئے بک بائنڈنگ کی اور ساتھ ہی تعلیم بھی جاری رکھی۔ انٹر مکمل ہونے کے بعد حصولِ روزگار کے غرض سے کراچی منتقل ہو گئے اور مستقل سکونت شاہ فیصل کالونی میں اختیار کی۔ سرکاری ادارہ ٹی اینڈ ٹی میں پہلے عارضی پھر اعلی کارکردگی کے بنیاد پر مستقل ہو گئے۔

1974-75 میں صنف غزل میں طبع آزمائی شروع کی۔ اس دوران جناب صدیق نوری صاحب کی ترغیب پر نعت گوئی کی طرف راغب ہو گئے۔ ابتداء میں آپ اپنے کلام کی استاد وقار صدیقی اجمیری سے اصلاح لیتے رہے۔ ساتھ ہی استاد وقار صدیقی کے شاگرد جناب خالد محمود نقشبندی اور جناب خوگر عارفی کو بھی کلام دکھاتے رہے۔ آپکی

شاعری میں اساتذہ بہت کم ردوبدل فرماتے یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ آپ کے کلام مضبوط زمینوں اور درست ردیفوں اور قافیہ پر مشتمل ہوتیں۔

آپکی نعتیں پرکیف اور مترنم بحور پر مشتمل ہیں جسے ثناءخواں بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔آپ کی تحریر کردہ نعتوں کو مختلف میڈیا چینلز پر ثناءخوانوں نے پڑھیں جن میں سرفہرست جناب عمران باسط صاحب ہیں۔آپ کے معروف کلام (گر یہ خواہش ہو کہ)۔۔(کتنا اچھا نصیب پایا ہے)۔۔۔کو خوب پسند کیا گیا اور سامعین سے خوب داد تحسین حاصل ہوئی۔باباشفیق وارثی نے آپکا ایک کلام (حادثہ ایسا کوئی خوشگوار ہوجائے) ریکارڈ کروایا اس کے علاوہ کئی اور ثناءخوانوں نے آپکے کلاموں کو پڑھ کر خوب پزیرائی حاصل کی۔

ممتاز نعت خواں ونقیب جناب رئیس احمد انکی کتاب (مدحتِ شہ کونین ﷺ) (مطبوعہ ۲۰۲۴ء) میں اظہارِخیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی ثناء وتوصیف کسی بھی مسلمان کے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔آقا کریم ﷺ کے دامن کرم سے وابستگی کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کے اظہار کے لئے اپنے جذبات کو شعری قالب میں ڈھالنا ایک عاشق رسول ﷺ کی معراج اور باعث سکینت ہے۔

عقیدتوں کا یہ سفرنسل درنسل منتقل ہوتا نظر آرہاہے آپ کے صاحبزادے رضوان علی زاہد میں بھی نعت کا ذوق وشوق بھرپور انداز میں نظر آتا ہے۔آپ ایک خوش الحان نعت خواں بھی ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ گزشتہ دنوں جناب زاہد قادری کے صاحب زادے جناب رضوان علی زاہد نقشبندی نے خوش خبری سنائی کہ کتاب بنام ''مدحتِ شہ کونین ﷺ'' جہانِ حمد پبلی کیشنز کراچی سے شائع ہوچکی ہے۔

جناب زاہد قادری اپنی والدہ سے بے پناہ محبت فرماتے انکے وصال اور جدائی کے غم نے آپ کو رنجور کردیا اور انکے وصال کے چھ ماہ بعد محرم الحرام 1998 کو اس دنیا اجل کو خیر باد کہا۔اللہ پاک انکی کامل مغفرت فرمائے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب مدینے والے آقا ﷺ کی نظر ہو جائے گی
خودبخود سارے زمانے کو خبر ہوجائے گی

جھلمِلا اُٹھیں گے پلکوں پر ستارے اُس گھڑی
آشنا جب اُن کے غم سے چشم تر ہوجائے گی

مانگنے والو! وسیلے سے نبی کے مانگ لو
جو دُعا مانگو گے تم وہ با اثر ہوجائے گی

با حفاظت بحرِ غم سے پار ہوجائیں گے ہم
آپ ﷺ کی چشمِ کرم آقا اگر ہوجائے گی

رحمتِ یزداں اُسی جانب بڑھے گی بالیقیں
میرے آقا ﷺ آپ کی مرضی جدھر ہوجائے گی

رحمۃ اللعالمیں چشمِ کرم فرمایئے
ہم غریبوں کی بھی دُنیا میں سحر ہوجائے گی

مرگئے ان پر تو زاہدؔ مر نہیں سکتے کبھی
زندگی پھر زندگی پا کر امر ہوجائے گی

احمد جاوید

احمد جاوید معروف ادیب دانشور فلسفی شاعر جناب احمد جاوید 18 نومبر 1954 بھارت کے معروف شہر الہ آباد میں پیدا ہوئے۔آپکا خاندان 1958 میں ہجرت کر کے پاکستان کے شہر کراچی میں آباد ہوا۔1986 میں آپ لاہور چلے گئے۔شاہ فیصل کالونی میں بھی آپ قیام پذیر رہے اس حوالے سے ممتاز محقق جناب اختر سعیدی صاحب نے رہنمائی فرمائی۔ابتدائی تعلیم آپ نے کراچی میں حاصل کی۔بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی ملتان سے ایم اے اردو کیا۔1985 میں اقبال اکیڈمی جوائن کی۔ 2015 تک خدمات انجام دی اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے۔تصوف فلسفہ شعروسخن اورادب پر گہری نظر ہے۔ترک رزائل،تزکیہ وتصوف پر آپکی کتاب بہت معروف ہے۔سرہانے میر کے اور مختلف علمی موضوعات پر لکھے گئے مضامین کی کئی مجموعے شایع ہو چکے ہیں اور بہت سے زیر ترتیب ہیں۔شاعری کا مجموعہ تقریبا حال میں ہی شایع ہوا ہے۔آپ فلسفہ مذہب اورادب کے مختلف موضوعات پر لیکچر دیتے ہیں۔ آپ کا نام رومی،سعدی شیرازی،میرتقی میر،غالب اور دیگر فارسی اور اردو شاعری کے ادب کے جامع تجزیوں کے لئے جانا جاتا ہے۔آپ نے ہر صنف میں شاعری کی جن غزل،نظم، مرثیہ،مثنوی،شامل ہیں۔نیٹ پر نعت کے موضوعات پر بھی آپکے مباحث موجود ہیں۔آپ کی تصانیف میں چڑیا گھر،تقریبا،اصلاحی باتیں،مناجات،غیر علامتی کہانی،ترک رضائل اور وحدت الوجود شامل ہیں۔آپ کے افسانے اثار،دن ہر دن بنے جاتے ہیں،جیسے صدیاں گزر گئی ہوں،جس کا موسم گزرتا نہیں اور دیگر بھی ریختہ ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ آپکے اصلاحی مضامین ماہنامہ ترجمان القرآن میں شایع ہوتے رہے ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چشم نظارہ طلب طیبہ میں کام آئی نہیں
منزل دید پہ درکار یہ بینائی نہیں

ایک آواز عمر لہجہ صدیق آہنگ
دل سے کہتی ہے تجھے اذن شکیبائی نہیں

میں نے بھی نذر گزاری تھی متاع دل و جاں
شکر صد شکر سرکار نے ٹھکرائی نہیں

کون سے راہ ہدایت ہے جو اس ہادی نے
دل کو دکھلائی نہیں عقل کو سمجھائی نہیں

آپ کی شان گرامی ہے خدا کی وہ بات جو
کبھی اس نے کسی اور میں دہرائی نہیں

سیدی آپ کی الفت کے مقابل کوئی شے
ماں نہیں باپ نہیں بیٹے نہیں بھائی نہیں

جب بھی دنیا کی طرف شوق سے دیکھا جاویدؔ
دل بیدار پکارا نہیں بھائی نہیں

سید مقدس علی المعروف غوث میاں

سید مقدس علی المعروف غوث میاں 5 مئی 1955 کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے نعت کے موضوع پر تحریری و تحقیقی بنیادوں پر کام کرنے کے حوالے سے حضرت حسان بک بنک پاکستان کی بنیاد شاہ فیصل کالونی میں یکم جنوری 1988 کو رکھی۔ آپ نے اس پلیٹ فارم کے ذریعے نعت کے موضوعات پر شائع ہونے والی تخلیقات کو یکجا کرنے کی بھرپور کوشش کی اور ایک سال کے اندر تقریباً ایک ہزار سے زائد نعتیہ مطبوعات لائبریری میں یکجا کی۔ اس کے بعد حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ کا اعلان کیا اور پورے پاکستان میں شائع ہونے والی نعتیہ کتب پر حضرت حسان نعت ایوارڈ پیش کیا گیا۔

آپ نے سن 1947 تا1992 تک پاکستان میں نعتیہ تخلیقات کے موضوع پر شائع ہونے والی کتب پر فہرست سازی پر بھی کام کیا۔ یہ فہرست مجلہ حضرت حسان نعت ایوارڈ میں شائع ہوئی۔ 1994 میں اس فہرست میں مزید جدت و اضافہ کر کے 1947 تا1994 مجلہ نعت ایوارڈ میں منظر عام پر لے کر آئے۔ تیسری مرتبہ یہ فہرست ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے سالانہ مجلہ اوج نعت نمبر میں شائع کیا۔

نعتیہ تخلیقات کی یہ فہرستیں سال بہ سال کے حساب سے ترتیب دی گئی جس میں سال اشاعت، کتاب کا نام اور صاحب کتاب کا نام اور مقام اشاعت درج کیا گیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سے پہلے اس نوعیت کی کوئی فہرست شائع نہیں ہوئی تھی۔ ان فہرستوں کو بڑی پزیرائی ملی۔ نعتیہ تخلیقات کی جو فہرستیں 1947 تا حال مرتب کی گئی اس

میں کتاب کے صفحات ناشر کا نام پتہ فون اور موبائل نمبر بھی دیا گیا تا کہ اہل نعت و محققین اس سے استفادہ کر سکیں۔

آپ نے جو مطبوعات ترتیب دئے ان میں ۱۔انتخاب حمد، سن اشاعت جولائی 1998، صفحات 648 جس میں حمدیہ ادب پر جید اکابرین کے مضامین شامل ہیں جن میں جیلانی کامران، ڈاکٹر عزیز احسن، سید صبیح الدین صبیح رحمانی۔ جناب غوث میاں نے اس میں اپنا وقیع مقدبہ بھی شامل کیا۔ ۲۔خواتین کی حمدیہ شاعری صفحات 200 سن اشاعت 2002، ۳۔خواتین کی نعتیہ شاعری صفحات 544 سن اشاعت 2002

انتخاب (خواتین کی نعتیہ شاعری) میں سید صبیح الدین صبیح رحمانی نے آپ کی خدمات نعت کو خراج عقدیت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غوث میاں نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ایسے شیدائیوں میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی حمد و نعت کی تحقیق، تدوین، تعارف اور ترویج و اشاعت کیلئے وقف کر رکھی ہے۔ فروغ حمد و نعت کے حوالے سے غوث میاں کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے لیکن چند کارنامے انہیں اپنے شعبے کے حوالے سے اپنے معاصرین میں معیار و اعتبار کے ایک خاص درجے پر فائز کرتے ہیں ان کارناموں میں ۱۔حضرت حسانؓ حمد و نعت بک بینک پاکستان (جو بلاشبہ پورے پاک و ہند میں سب سے بڑا ذخیرہ کتب حمد و نعت ہے) کا قیام۔ ۲۔پاکستان میں مطبوعات حمد و نعت (ببلیوگرافی، جسے اس شعبے میں حوالہ جاتی اہمیت حاصل ہو چکی ہے) کی تدوین و اشاعت۔ ۳۔انتخاب حمد (اس وقت تک اردو کی حمدیہ شاعری کا سب سے ضخیم اور معیاری انتخاب مع وقیع معلوماتی مقدمہ) کی تدوین و اشاعت۔ ۴۔خواتین کی نعتیہ شاعری جسے آپ نے برسوں کی محنت جستجو اور سلیقہ مندی سے مرتب کیا ہے۔

انتخاب خواتین کی حمدیہ شاعری میں آپ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی غوث میاں کی صلاحیتوں اور توفیقات کو دیکھتا ہوں تو ایک خوشگوار حیرت اور روحانی مسرت سے دو چار

ہوتا ہوں۔ وہ ایک متحرک اور فعال نوجوان ہیں جو کسی نہ کسی جہت برابر فروغ حمد و نعت کے لئے مصروف عمل رہتے ہیں۔ اس شعبے میں جہاں تحقیق کے حوالے سے ان کا انہاک اور شغف قابل داد ہے وہیں تالیف کے حوالے سے ان کا سلیقہ اور ذہانت بھی قابل تعریف ہے۔ زیر نظر تالیف خواتین کی حمدیہ شاعری بھی ایک ایسا ہی وقیع علمی و ادبی کارنامہ ہے جو ہماری کئی نسلوں کی شاعرات کے جزبات عبودیت کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ان حمدوں میں خالق کائنات کی ظاہری قدرتوں کے تذکروں کے ساتھ ساتھ شاعرات کے باطنی کیفیات کا بھی خوبصورت شعری اظہار سامنے آیا ہے۔

غوث میاں نے اپنی دیگر تالیفات کی طرح اس انتخاب کے آغاز میں بھی موضوع کے حوالے سے ہونے والے کاموں کا تفصیلی تحقیقی جائزہ پیش کر کے ان اصناف پر اپنی گہری تحقیقی نظر اور باخبری کا ثبوت دیا ہے۔ یہ انتخاب دینی و ادبی اہمیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اہل عشق کے لئے جذب و سرور کا وسیلہ بھی ہوگا۔

آپ 8 جنوری 2025 کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ وصال کے کچھ عرصہ پہلے ہی آپ عمرے کی سعادت سے لوٹے تھے۔ آپ کے وصال پر مسرور کیفی نعت اکیڈمی اور ادارہ نعت نیوز کے اشتراک سے آپ کی یاد میں سی اے اے آفیسرز میس میں ایک تعزیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں حلقہ نعت کی گراں قدر شخصیات شریک ہوئیں اور آپ کے خدمات نعت کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اللہ پاک انکے درجات بلند فرمائے آمین۔

محمد ناصر صدیقی

شعر و ادب اور بلخصوص نعت کے حوالے سے شاہ فیصل کالونی میں جناب محمد ناصر صدیقی کی شخصیت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ 1956 میں گجرات میں پیدا ہوئے اور شاہ فیصل کالونی کو اپنا مرکزِ سکونت بنایا۔ آپکا اصل نام ناصر صدیقی اور ادبی نام محمد ناصر ہے۔

آپ ایک فقیر منش اور قلندرانہ مزاج کے حامل شخصیت ہیں۔ آپکو اکثر و بیشتر احباب نے کیفیت میں دیکھا ہے۔ آپ حب رسول ﷺ سے سرشار نظر آتے ہیں اور حب اہل بیت کے آئینہ دار نظر آتے ہیں۔

آپ کی شناخت و شہرت بطور گیت نگار ہے، آپ کے لکھے ہوئے گیت کئی معروف گلوکاروں نے گائے۔ اسی حوالے سے آپ کو PTV ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ آپ کا شمار پاکستان کے صفِ اوّل کے گیت نگاروں میں ہوتا ہے۔

آپ نے بے شمار کلام لکھے جس میں کثیر تعداد غزل اور نظم پر مشتمل ہے۔ آپ میڈیا سے بھی وابستہ رہے ہیں اور بے شمار نغمات اور مکالمات آپ نے تحریر کئے ہیں جو ڈرامہ اور اسٹیج پروگراموں کے حوالے آج بھی ایک امتیازی پہچان رکھتے ہیں۔

آپ کے نعتیں خوبصورت اشعار پر مشتمل ہیں۔ مولا یا صلی وسلم آپکا نعتیہ مجموعہ ہے جو زیر طبع ہے اور کئی وجوہات کی بناء پر زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا جس کی بنیادی وجہ آپکا قلندرانہ مزاج ہے۔

جناب رئیس احمد، علامہ فیصل عزیزی بندگی، زکریا اشرفی سے آپ خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ میری ان سے زیادہ ملاقات نہیں رہی اور انہی احباب کی زبانی آپ کے ادبی مقام کو جانا ہے۔ آپ نے کبھی ممتاز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ آپکے کلام خصوصی پسندیگی کی

حامل رہے ہیں۔ کچھ اشعار ذوقِ مطالع کی نظر کیے جا رہے ہیں۔

ہو رُکاوٹ کوئی راہ میں حائل، حل کر
نعت آقاؐ کے وسیلے سے مسائل، حل کر
دے قرینہ کوئی ایسا سفر ایجاد کریں
ہم کو درپیش ہے طیبہ کے مراحل، حل کر

یہ قطعہ ملاحظہ ہو جو اظہار و خیال کے حوالے سے منفرد ہے۔

طیبہ کی گلیوں سے گزر جائے اگر نعت
لے آئے مدینے کی فضاؤں کا اثر نعت
بینائیِ ایماں کبھی جاتی ہی نہیں ہے
آنکھوں میں نمایاں نظر آجائے اگر نعت

نعت کا اجمالی جائزہ کتنے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

نعت انسان کا جمال بھی ہے
نعت تکمیل خدو خال بھی ہے
نعت احساس ندامت کے بعد
ایک سکوں بھی ہے اک ڈھال بھی ہے

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشک در اشک ہے پذیرائی
حاضری ہوگئی ہے بینائی

وہ عنایت ہے اور ہجومِ شوق
ہو رہی ہے کرم شناسائی

حرف در حرف ہے کوئی درماں
نعت در نعت ہے مسیحائی

راہِ کعبہ سے خاکِ طیبہ تک
کبھی سجدہ کہیں جبیں سائی

سوچتا جا رہا ہوں میں ان کو
بولتی جا رہی ہے تنہائی

ناصرؔ خستہ حال پر ہے بہت
کاسۂ عشق کی پذیرائی

ڈاکٹر شہزاد احمد

ڈاکٹر شہزاد احمد کاروانِ نعت کا وہ درخشندہ ستارہ ہیں جنھوں نے فروغ نعت کو اپنی زندگی کا مقصد حیات بنایا۔ وہ پچاس سال سے زائد عرصے تک نعت کی ترویج و اشاعت میں مشغول رہے۔نعتیہ تحقیق وتدوین ہو یا تنقید ہو ہر شعبہ میں آپ نے اپنی تحریر تصنیف تالیف سے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تذکرہ اور تعارفی کتاب میں آپ کی شمولیت انگوٹھی میں ایک نگینے کی مانند ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی آپ کی خصوصی خدمات اور تصانیف موجود ہیں۔

شہزاد احمد کا پورا نام شہزاد احمد خان ہے۔آپ 24 اکتوبر 1960 کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔آپکے والد عبدالجلیل اور والدہ رئیسہ بیگم اور آپ کے آباؤ اجداد ہندوستان کے علاقے حبیب گنج علی گڑھ کے رہنے والے تھے۔آپ کا خاندان ہجرت کے بعد حیدر آباد سندھ میں رہائش پذیر ہوا۔

1976 میں آپ کراچی آگئے اور شاہ فیصل کالونی نمبر 3 میں قیام پزیر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حیدرآباد سے حاصل کی اور باقی تعلیم کراچی میں مکمل کی۔1982 میں ایم اے وفاقی اردو یونی ورسٹی سے کیا۔انکی تعلیمی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز پی ایچ ڈی کی ڈگری ہے۔ یہ ڈگری 26 ستمبر 2012ء جامعہ کراچی سے حاصل کی۔شعبہ معارف اسلامی کی جانب سے پاکستان میں نعتیہ شاعری کی تاریخ اور ارتقاء کے تحقیقی جائزے کے حوالے سے ''اردو نعت پاکستان میں'' کے موضوع پر ایک وقیع مقالہ تحریر فرمانے پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔انکا یہ مقالہ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد کے نعتیہ منظر نامہ کا جامع اور مفصل احاطہ ہے۔آپ ایک سرکاری ادارے میں ملازمت سے وابستہ رہے اور 2020 میں ریٹائر ہوئے۔

شعبہ نعت میں آپ نے اپنے کیرئیر کا آغاز نعت خوانی سے کیا۔نعت سے محبت

آپکو نعت گوئی اور پھر نعتیہ تحقیق اور تدوین کی طرف لے آئی۔آپ کو انتہائی شفیق اساتذہ میسر آئے۔ان میں پہلا نام جناب اختر الحامدی کا ہے۔کراچی میں علامہ شمس بریلوی کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔اس کے علاوہ بابا رفیق عزیزی یوسفی تاجی اور پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید کی سرپرستی حاصل رہی۔ادارہ تحقیقات امام احمد رضا میں منعقدہ محافل میں سب سے کم عمر نعت خواں ہونے کا اعزاز بھی آپکو حاصل ہے۔

آپ نے فن نظامت میں ایک جداگانہ مقام حاصل کیا۔آپ کی نظامت سے محفل میں ایک کیف اور سحر طاری ہو جاتا تھا۔آپ نے نعت خوانی اور فن نظامت کو اپنے تک محدود نہ رکھا بلکہ نوجوان نسل میں بھی اسے منتقل کیا۔آپ کے بے شمار شاگرد ہوئے جن میں جناب فیاض احمد طارق قریشی،عرفان عرفی،شہزاد ندیم وغیرہ۔ مجھے بھی آپکا فیض یافتہ شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

نعت خوانی کی محافل میں تواتر سے شرکت نے ڈاکٹر شہزاد صاحب کی توجہ نعت گوئی کی طرف مبذول ہوئی۔نعت گوئی میں آپ نے جناب رشید وارثی صاحب سے استفادہ کیا۔آپ نے انکی بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی۔اس کے باوجود آپ نے نعت گوئی کو باقائدہ طور پر نہیں اپنایا اور نعتیہ تحقیق کی طرف زیادہ مصروف رہے۔

شعبہ نعت میں آپکی وابستگی کئی عشروں تک محیط ہے۔آپ کئی بزم اور تنظیمات سے بھی وابستہ رہے۔جن میں بزم محبان رسول ﷺ حیدرآباد، انجمن یارسول اللہ شاہ فیصل کالونی، پاکستان بزم نعت۔آپ نے شاہ فیصل کالونی نمبر ۵ میں قیام کے دوران ۳۰ روزہ محافل نعت کا اجراء کیا جو ایک مثالی محافل کے طور پر آج بھی یاد کی جاتی ہے۔آپ نے 1985 میں انجمن ترقی نعت کی بنیاد رکھی اور اس پلیٹ فارم سے بھی محافل اور نعت کی ترویج واشاعت کا اہتمام ہوتا رہا۔

آپ نے ماہنامہ حمد ونعت کراچی کا اجراء کیا تاہم یہ ماہنامہ مستقل طور پر جاری نہ رہ سکا۔ مارچ 1989 سے اس کے کل 12 شمارے منظر عام پر آئے آخری شمارہ 2017 میں شایع ہوا۔ڈاکٹر شہزاد احمد نے 2001 میں حمد ونعت ریسرچ فاؤنڈیشن کی بنیاد

رکھی ۔اس ادارے کے تحت نعت لائبریری کا قیام عمل میں آیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں نعتیہ کتب موجود ہیں ۔ بے شمار طلبہ و طالبات اور عشاقانِ نعت اس لائبریری سے فیضاب ہوتے رہے ۔اب یہ لائبریری انکے وصال کے بعد گلشن معمار منتقل ہوگئی ہے ۔

آپ نے درج ذیل نعتیہ مطبوعات تحریر تدوین اور مرتب فرمائیں:

(نعتیہ تحقیق)۱۔اردو نعت پاکستان میں (مقالہ پی ایچ ڈی)۲۔اساس نعت گوئی ۳۔اردو میں نعتیہ صحافت ۴۔نعت رنگ کے پچیس شمارے ۵۔شاعر علی شاعر کی نعتیہ وادبی خدمات ۶۔تذکرہ ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعراء ۷۔قصیدہ رسول ہاشمی ۸۔منتخب نعتیں (ستار وارثی) ۹۔حرف حرف خوشبو (وقار صدیقی اجمیری) ۱۰۔مقصود کائنات (ادیب رائے پوری) ۱۱۔کلیات شاہ انصار الہ آبادی ۱۲۔کلیات ریاض الدین سہروردی ۱۳۔کلیات عزیز الدین خاکی ۱۴۔کلیات صبیح رحمانی ۱۵۔ارمغان ادیب رائے پوری۔

آپ نے بلخصوص نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے کتب مرتب کی جو بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس کے علاوہ کلیاتِ نعت پر کام کیا جس سے وقیع تر شعراء کے کلام محفوظ ہوئے ۔آپ کے زیر نگرانی کئی طلبہ و طالبات نے نعتیہ تحقیق کے حوالے سے آپ سے فیضاب ہوئے جن میں بلخصوص جناب نوید عاجز نے پی ایچ ڈی اور جناب شفقت فرید نے ایم فل کیا۔ڈاکٹر شہزاد احمد کی نعتیہ خدمات پر آپ کے مقالہ مرتب فرمایا جس کا عنوان ہے ڈاکٹر شہزاد احمد کی نعت شناسی ایک اجمالی جائزہ جو انتہائی مرصع اور قابل تعریف ہے ۔اس کتاب کے بیک فلیپ پر جید شخصیات کی آراء موجود ہیں جو شامل مضمون کیا جارہا ہے ۔

ڈاکٹر سہیل شفیق فرماتے ہیں: ''ڈاکٹر شہزاد احمد 1972 سے ثناء خوانی کررہے ہیں ۔ایک اچھے نعت خواں اور نعت گو ہونے کے ساتھ ساتھ نعتیہ کتابوں کے مصنف، مرتب، تذکرہ نگار، نعتیہ رسائل کے مدیر، نعتیہ ادب کے محقق، فروغ نعت کے لئے قائم تنظیموں کے بانی اور نعتیہ کانفرنس کے منتظم بھی ہیں ۔مقالہ نگار شفقت فرید نے ڈاکٹر شہزاد احمد کے احوال و آثار کے ساتھ ساتھ ان کی مختلف جہات (بطور محقق ونقاد، بطور مدون، و مدیر، بطور تذکرہ نگار اور بطور شاعر) کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا ہے ۔اور ان کی ادبی خدمات کا احاطہ کرنے کی حتی

المقدور سعی کی ہے ۔

صبیح رحمانی آپکی شخصیت اور خدمات کے حوالے سے فرماتے ہیں:

ڈاکٹر شہزاد احمد کا نام نعتیہ ادب کے خدمت گزاروں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ۔انڈیا ہو یا پاکستان اہل نعت ان کی نام اور کام سے خوب واقف ہیں ۔ان کا تحقیقی مقالہ اردو نعت پاکستان میں سامنے آیا جسے اب اپنے موضوع پر کتاب حوالہ کی حیثیت ہے اور پھر ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعراء، انوارِ عقیدت اور اردو میں نعتیہ صحافت جیسی اہم کتابوں کی اشاعت کے ساتھ اردو کے کئی نامور شعراء کے کلیاتِ نعت کی ترتیب وتدوین نے انہیں نعت شناسی کے معاصر منظر نامے میں ایک الگ تشخص عطا کیا ہے ۔یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اب پاکستان میں فروغِ نعت کا کوئی جائزہ ڈاکٹر شہزاد احمد کے ذکر کے بغیر مکمل نہ ہوسکے گا۔

ڈاکٹر نوید عاجز فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر شہزاد احمد ایک محنتی محقق ایک پر خلوص تذکرہ نگار ایک نکتہ رس ناقد اور ایک بہترین مدوّن کے علاوہ ایک خوش فکر نعت گو شاعر بھی ہیں ۔ان کی نعتیہ خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ۔ان کی مدون کردہ نعتیہ کتب کی تعداد سینکڑوں میں ہے ۔اردو نعت پاکستان میں ڈاکٹر شہزاد احمد کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہی نہیں بلکہ پاکستانی نعت کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ ان کی نعتیہ ادب کے پچاس سالہ وابستگی کا ثمر ہے جو انہیں عشقِ رسول کریم ﷺ کے صلے میں عطا ہوا ہے ۔اس مقالے میں نعتیہ ادب کی روایت نعتیہ صحافت کی تاریخ پاکستانی ادب کے ارتقاء اور پاکستانی نعت گو شعراء کے جذبۂ حبُّ الوطنی کو جو جامعیت سے بیان کیا گیا ہے ان کا نام نعتیہ تحقیق کے آسمان پر روشن ستارے کی مانند چمکتا رہے گا۔اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے ۔

آپ کا وصال 19 رجنوری 2022ء کو ہوا۔اللہ کریم آپ کے درجات بلند فرمائے اور بے حساب بخشش و مغفرت فرمائے ۔آمین

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چراغِ بزمِ ایماں ہو حبیبی یارسول اللہ
امیرِ بزمِ دوراں ہو حبیبی یارسول اللہ

تمہارے نور کے جلوے ہوئے چاروں طرف روشن
جمالِ نورِ یزداں ہو حبیبی یارسول اللہ

نبیؐ آئے زمانے میں کوئی تم سا نہیں آیا
حبیبِ ذاتِ رحماں ہو حبیبی یارسول اللہ

تمہیں اللہ نے کس شان سے یہ مرتبہ بخشا
رئیسِ بزمِ امکاں ہو حبیبی یارسول اللہ

تمہارے ذکر سے آقاؐ زمانہ فیض پاتا ہے
بہارِ فیضِ ساماں ہو حبیبی یارسول اللہ

تمہاری یاد کو کیوں نہ قرارِ زندگی سمجھیں
قرارِ نور ساماں ہو حبیبی یارسول اللہ

یہ شہزادِ حزیں آقاؐ تمہارا نام لیوا ہے
تمہیں اس کے نگہباں ہو حبیبی یارسول اللہ

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج 1960ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔آپ شاہ فیصل کالونی کے ایک ممتاز ماہرِ تعلیم، نامور عالمِ دین اور ایک مستند استاد کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔آپ کا تعلیمی کیریئر بہت وسیع ہے، آپ بیک وقت ایم اے صحافت، ایل ایل بی، درسِ نظامی اور ڈی لیٹ کی اسناد سے بہرہ مند ہوئے۔حفظِ قرآن، قانون، صحافت اور مطالعاتِ اسلامی میں تعلیمی اسناد کے حصول کے بعد قرآن مجید کے آٹھ تراجم کو اپنی تحقیق کا موضوع بنا کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

قرآن فہمی آپ کے ذوق کا محور رہی، آپ کے ۱۰۰ سے زائد تحقیقی مقالات اور پندرہ چھوٹی بڑی فکر انگیز کتابیں آپ کا تحریری اور علمی اثاثہ ہیں۔''التفسیر'' کے نام سے ایک خاص علمی و تحقیقی جریدہ بھی نکالتے رہے۔جامعہ کراچی کے مطالعاتِ اسلامی کے صدر شعبہ، ڈین اور سیرت چیئر کے ڈائریکٹر رہے۔آپ ایک متحرک، فعال اور وسیع النظر اور وسیع القلب شخصیت کے مالک تھے کہ جنہوں نے کراچی میں علم کے چراغ روشن کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔آپ حافظِ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ مفسّرِ قرآن بھی تھے، آپ کے کئی مقالات اور تحقیقی مضامین اخبارات و جرائد کی زینت بن چکے ہیں۔آپ کی خدمات کے اعتراف میں ۱۴ راگست ۲۰۱۴ء کو حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغۂ امتیاز دیا گیا۔

آپ کو شاعری سے بھی دلچسپی تھی اور بالخصوص نعتیہ شاعری کے حوالے سے آپ نے خوب طبع آزمائی کی، گو کہ آپ کے نعتیہ کلاموں کا مجموعہ شائع نہ ہو سکا لیکن آپ نے متعدد نعتیہ کلام لکھے جو مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق (صدر شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی) نے آپ کی شخصیت پر ایک مقالہ "شہیدِ علم و آگہی پروفیسر ڈاکٹر شکیل اوج" کے نام سے تحریر فرمایا اور آپ کی علمی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ڈاکٹر شاکر حسین خان نے تفسیر المسائل و احکام پروفیسر ڈاکٹر شکیل اوج کے عنوان سے مجلّہ ترتیب دیا اور اس میں ڈاکٹر شکیل اوج صاحب کی ایک خوبصورت نعت بھی شامل کی جسے مجلس التفسیر کراچی نے شائع کیا۔ مجلّہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی میں بھی آپ کی ایک نعت شائع ہوئی۔

شاہ فیصل کالونی کی علمی و ادبی فضا کو پُرنور کرنے کے حوالے سے آپ بڑے متحرک رہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ادارہ انجمن یارسول اللہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳ کے تحت ہر ہفتہ آپ کا درسِ قرآن ہُوا کرتا تھا اور آپ کے سامنے مجھے نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اکثر مجھے اس محفل کی دعوت دیا کرتے بلکہ یوں کہوں گا کہ ہاتھ پکڑ کر لے جاتے۔ اس محفل میں بڑی معتبر شخصیات شریک ہوتیں جن میں پاپا خلیل احمد صابری، احسان اللہ صدیقی، ڈاکٹر عبدالمتین قابلِ ذکر ہیں۔

شاہ فیصل کالونی کے ربیع الاوّل کے جلوس میں بھی آپ بڑے جذبے اور شوق سے شریک ہوتے اور اس قافلے میں جناب طارق مدنی، ڈاکٹر شہزاد احمد آپ کے ساتھ ہوتے۔ آپ نے ۱۸؍ستمبر ۲۰۱۴ء کو اس جہانِ فانی سے کُوچ کیا اور شہادت کے مرتبے کے ساتھ داخلِ جنت ہوئے۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آیتوں کی جب تلاوت کیجئے
آپ کی ہر دم زیارت کیجئے

گر کیا مہجور اس قرآن کو
پھر نہ آقا سے شکایت کیجئے

جس کی اُلفت دین کی بنیاد ہے
اُس نبیؐ کی دل سے چاہت کیجئے

اُن کے نامِ پاک پہ مَر جایئے
موت کو فخرِ شہادت کیجئے

اُستوار پھر عہدِ طاعت کیجئے
کامرانی کی وہ صورت کیجئے

ابتداء اسلام کی کیسے ہوئی
یاد غُربت کی مسافت کیجئے

آپؐ اور اصحابؓ کا اُسوہ ہے یہ
دُشمنانِ دیں پہ شدّت کیجئے

صوت پر اُنؐ کی ترفّع جرم ہے
نیکیوں کو یوں نہ غارت کیجئے

نصیرالدین نصیر بدایونی

جناب نصیر الدین نصیر بدایونی شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز شاعر ،نعت نگاراور ادیب ہیں۔آپ کے آباؤ اجداداور والد جناب ضمیر الدین بھارت کے شہر بدایوں، تحصیل داتا گنج سے تعلق رکھتے تھے۔آپکے والدین بھارت سے ہجرت کر کے کراچی شہر تشریف لے آئے اور شاہ فیصل کالونی جسے ماضی میں ڈِرگ کالونی کہا جاتا تھا وہیں مرکز سکونت اختیار کیا۔جناب نصیر الدین نصیر کی پیدائش شاہ فیصل کالونی میں ہی ہوئی آپکا سن ولادت 1 جنوری 1962 ہے۔

بدایوں شہر کو مدینہ الاولیاء بھی کہتے ہیں۔کیونکہ یہاں حضرت شاہ بدرالدین شاہ ولایت اور خواجہ سید احمد صاحب جیسے بزرگ ہستیوں نے جنم لیا ویسے بھی بدایوں شہر علم کا گہوارہ رہا ہے۔ملک کے معروف شعراء حضرت فانی بدایونی، حضرت قمر بدایونی، نفیس فریدی بدایونی، جناب محشر بدایونی، حضرت منور بدایونی اور جناب شکیل بدایونی کا تعلق بدایوں سے ہی ہے۔

جناب نصیر الدین نصیر بدایونی نے تعلیم میں اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور ایم ایس سی 1987 میں فرسٹ پوزیشن سے پاس کیا۔آپکو اسپورٹس میں والی بال سے بھی دلچسپی تھی۔آپ نے اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا اور اللہ کے فضل وکرم سے اچھی کامیابی حاصل کی۔آپ کو اپنے تعلیمی کیریئر کے ساتھ شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔احباب آپکے کلاموں کو پسند فرماتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔آپ نے ایک شعری مجموعہ بھی مرتب کیا جس کا نام'' چند چہرہ غزالی آنکھیں'' تھا، جسے بڑی پزیرائی ملی۔آپ کے ہم زلف جناب یوسف رحمانی اور آپکے استاد جناب نفیس فریدی نے آپکی شاعری کی اصلاح میں ہر صورت معاونت فرمائی۔آپ نے ہر صنف میں شاعری کی جس میں بہاریہ، رومانی شاعری، قومی نغمے، بچوں کی نظمیں، سہرے رخصتی، طنز ومزاح وغیرہ شامل ہیں۔لیکن حمد ونعت ومنقبت پر آپ

نے خصوصی توجہ دی۔آپکے کلام ریڈیو، ٹی وی پر بھی نشر ہوئے۔نعتیہ شاعری پر فروغ نعت ایوارڈ بھی حاصل کیا۔آپ کی نعتوں میں حاضری حضوری کے حوالے سے ایک خاص تڑپ نظر آتی ہے اور یہی وارفتگی نعت لکھنے کے حوالے سے شاعر کے قلبی کیفیات کی عکاسی کرتا ہے۔

آپ کے حمدیہ ونعتیہ کلام پر مشتمل مجموعہ ''درمستجاب'' کے نام سے بک ریڈرز کلب دبستانِ بدایوں کراچی نے شائع کیا، جو عاشقانِ نعت اور نعت کے ادبی حلقہ میں مقبولیت اور پذیرائی کا حامل ہوا۔آپ اپنی تحریر الحاج شمیم الدین (سابق وزیر) کو بھی دکھاتے جو انتہائی محبت سے اصلاح فرماتے۔آپ نے جناب نصیر الدین کے اعزاز میں ایک نعتیہ نشست کا بھی انعقاد کیا۔جناب فیروز ناطق خسروؔ جو کہ ایک ماہر تعلیم، ادیب وشاعر ہیں آپ ان سے مشاورت اور اصلاح لیتے رہے۔جناب فیروز ناطق خسروؔ کا تعلق بھی بدایوں کے ایک اعلیٰ ادبی گھرانے سے ہے، آپ کے والد محترم جناب ناطقؔ بدایونی اور آپ کے نانا محترم جناب راحت علی خان حاذق امروہوی ایک بہت اعلی شاعر تھے۔

جناب نفیس فریدی صاحب آپکی شخصیت اور کلام کے حوالے سے درمستجاب میں لکھتے ہیں کہ شعر کہنا ایک خداداد صلاحیت ہے۔یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔نصیر کی شاعری میں مجھے پختگی نظر آتی ہے یعنی وہ اپنی شاعری میں تشبیہات، استعارہ اور تلمیحات سے بھی کام لیتے ہیں اور مجھے خاص طور پر آپکا یہ شعر بے حد پسند ہے جو رسالت مآب ﷺ کے شہر مبارک کے لئے لکھا ہے۔

مجلہ بدایوں عالمی مشاعرہ 2010 میں یہ حمدیہ کلام پڑھا جسے بڑی پزیرائی ملی۔

آپ نے 16 نومبر 2022 بروز بدھ اس دار فانی سے کوچ کیا۔نمازِ جنازہ جامع مسجد حنفیہ شاہ فیصل کالونی میں ادا کی گئی اور عظیم پورہ قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔آپ کے خانوادے میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔جناب نصیر صاحب نے اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت کے حوالے سے خصوصی اہتمام کیا۔آپ کے صاحبزادے جناب محمد وقاص نے جناب نصیر الدین نصیرؔ صاحب کے کوائف اور انکا نعتیہ مجموعہ ''درمستجاب'' کی دستیابی کے حوالے سے معاونت فرمائی جس کے لئے میں دِلی طور پر ممنون ومشکور ہوں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضورؐ مجھ کو بھی بُلوایئے مدینے میں
لگی ہے آتشِ فرقت بھی میرے سینے میں

گو بے سبب ہوں مگر اِذنِ حاضری کے طفیل
چلا ہوں سُوئے حرم حج کے اِس مہینے میں

اگرچہ دُھوپ گناہوں کی ہے کڑی سر پر
ملے گا کملی کا سایہ مگر مدینے میں

کرم کی ایک نظر مجھ پہ کیجئے آقاؐ
کمی نہیں ہے کوئی آپؐ کے خزینے میں

نبی بہت ہیں جُدا شانِ مصطفیٰؐ ہے نصیرؔ
چمک رہے ہیں رسالت کے آبگینے میں

***

منظر عارفی

منظر عارفی کا قلمی نام منظر عارفی، خاندانی نام سید منظر علی اور تخلص منظرؔ ہے۔ 22 اگست 1965 کو شاہ فیصل کالونی کراچی میں پیدا ہوئے۔ والدین کا تعلق الہ آباد انڈیا سے ہے۔ تعلیم بی اے ہے۔ معروف شاعر عارف اکبرآبادی آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ دو ماہی سر بکف کراچی کے مدیر اعلی رہے۔ بعد ازاں کتابی سلسلہ تذکرہ کراچی کے مرتب رہے۔ اس کے علاہ عارف اکبرآبادی کی حمد و نعت و مناقب و مراثی و رباعیات کا مجموعہ عرفانیات عارف بھی ترتیب دیا۔

حمد و نعت سے پہلے منظر عارفی کی دیگر موضوعات پر کتب ''پاؤں میں گرداب'' 2008 (شعری مجموعہ) تم میری منزل نہیں 2010 (افسانے) بساط عشق سے کار سخن تک 2012 (شعری مجموعہ) انہی مشعلوں سے دئے جلے 2013 (منظوم حدیث)، سماجی انصاف تعلیمات نبوی کی روشنی میں (مقالہ)، بچوں کے لئے سب سے مہنگی گائے 2011 (نثری کہانیاں)، فانوس 2010 (بچوں کے لئے نظمیں) وغیرہ تحریر فرمائی۔ خوش بخت ہیں وہ حضرات جن کی پزیرائی اور خدمات کا اعتراف ان کی زندگی میں ہی کیا جاتا ہے۔ منظر عارفی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں متعدد بار قومی سیرت ایوارڈ، صوبائی سیرت ایوارڈ اور دیگر ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

(اللہ کی سنت) جناب منظر عارفی کا پہلا مجموعہ نعت ہے۔ جو 2009 میں شایع ہوا۔ اللہ کی سنت کو قومی سیرت ایوارڈ سے نوازا گیا۔ (روحِ ایماں) منظر عارفی کا دوسر نعتیہ مجموعہ ہے جو جنوری 2011 میں شایع ہوا۔ منظر عارفی کی تحریر حقیقی روحِ نعت سے قریب ہے۔ موجودہ عہد کی نعت گوئی کی سچی اور جدا لگتی منظر کشی کی ہے۔ نعت گوئی میں فی زمانہ رواج پانے والی تکلیف دہ باتوں کا متانت اور سنجیدگی سے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

(کمال سخن) منظر عارفی کا مجموعہ حمد ہے جس کا سال اشاعت اگست 2011 ہے۔ آپ نے کئی تحقیقی کام کئے جس میں (حدیقہ مناقب) محترم جناب خالد حسن رضوی صاحب کی تحریک پر اہل بیت اطہار میں بلخصوص مولی علیؓ اور سیدہ کائنات کی مناقب کا مجموعہ ایک مثالی مقام رکھتا ہے۔

منظر عارفی نے حمد و نعت گوئی کے حوالے سے جو بنیادی 15 اصول مقرر کئے ہیں اپنی شاعری میں ان اصولوں کی بھرپور پاسداری کی ہے۔ اللہ کی سنت کی تمام نعتیں خود کہتی ہیں کہ منظر عارفی نے باوضو ہوکر عقیدت و محبت کے یہ نذرانے باعث تخلیق کائنات کی بارگاہ میں پیش کئے ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث پاک کی جھلک ان میں نمایاں نظر آتی ہے۔

آپکی نعتیہ شاعری کا زیادہ تر حصہ جدید آہنگ اور مختلف ادبی روایات کا امین ہے۔ الفاظ اور مرکبات ہاتھ باندھے نظر آتے ہیں۔ شگفتہ بیانی رواں اور مترنم بحریں جو ایک قرینہ اور سلیقہ لئے ہوئے وجد آفریں کیفیت پیدا کرتی ہیں قافیے اور ردیف کا ایسا ملاپ ہے جو کیف آور ترنم پیدا کرتا ہے جو الفاظ حسن بیان کو دوبالا کرتے ہیں۔

منظر عارفی کامیاب شاعر و ادیب ہیں۔ موصوف کی تذکرہ نگاری بھی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ نے ۱۶ جلدوں پر مشتمل کراچی کے اہلِ قلم کا تذکرہ مرتب کیا، وارثانِ علوم نبوت (حصہ اول و دوم) تذکرہ خدمات علمائے اہل سنت پر مشتمل ہے۔ منظر عارفی نے اس تذکرہ کو بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے مدون کیا ہے۔ منظر عارفی کہتے ہیں کہ میں جس شاعری کو بڑی شاعری سمجھتا ہوں اس میں تین چیزیں اہم ہیں۔ اول وہ شاعری جو عام فہم اور موج الفاظ میں انسانی مسائل کا مطالعہ کرتی ہو۔ دوم اس میں تہ در تہ ایک سے زیادہ مضامین پوشیدہ ہوں۔ سوم۔ کسی حوالے سے بھی ایمان کی خرابی کا باعث نہ بنے۔ میرے نزدیک یہی بڑی شاعری ہے۔ میں کوشش بھی کرتا ہوں کہ اپنی شاعری کو انہیں حدود قیود میں پابند رکھوں۔ منظر عارفی کی شاعری میں کافی حد تک مزکورہ باتوں کا اہتمام موجود ہے وہ شعر سے پہلے سوچتے اور پھر شعر کہتے ہیں انکی شاعری شعور و ادراک سے مزین ہے۔

شاہ فیصل میں قیام کے دوران آپ سے کافی مرتبہ ملاقات کا موقع میسر آیا۔ آپ بلاشبہ قابل قدر علمی اور ادبی شخصیت کے مالک ہیں۔ شاہ فیصل کالونی میں آپکی موجودگی اس علاقے کے لئے باعث فخر ہے۔ ادب نعت میں آپکی خدمات قابل ستائش ہیں۔ آپ نے کئی کتب مرتب کی ہیں اور نعتیہ تحقیق کے حوالے سے بڑے اہم مطبوعات کا اجراء کیا ہے

پرفیسر ڈاکٹر نظر کامرانی اللہ کی سنت کتاب کے بیک فلیپ پر رقم طراز ہیں:

منظر عارفی اپنے استاد عارف اکبر آبادی کی نسبت سے عارفی ہیں تاہم انکی شاعری کا سرمایہ اور انکے کے عارفِ دین و ادب ہونے کی عکاسی کرتا ہے۔ منظر عارفی کوچہ غزل سے گزر کر حرم نعت میں داخل ہونے کی سرخوشی و سعادت حاصل کر رہے ہیں اور یہاں انکی فکری بلندی اور نظر کی آگہی کتاب کے نام اللہ کی سنت سے ہی سامنے آنا شروع ہو جاتی ہے۔ جناب حفیظ تائب کے الفاظ میں نعت اس کیفیت کا نام ہے جب شاعر ذات رسالت مآب ﷺ کی طرف پورے انہماک و اخلاص سے رجوع کرتا ہے لیکن اس سے قبل آپ سے اپنی عقیدت و محبت سے اطاعت کی ذمہ داریوں پر عمل کراتا ہے۔ منظر عارفی کی نعتیہ شاعری اور شخصیت میں یہ انہماک اور اخلاص محسوسات کے ساتھ نظر آتا ہے۔ منظر عارفی اپنی نعتیہ اور دوسری ہر طرح کی شاعری میں نہایت کم گو واقع ہوئے ہیں کیونکہ انکی فکر رسا معیار کو مانتی ہے مقدار کو نہیں۔

منظر ہیں سوا لاکھ نبی آج بھی شاید
انسان کی توقیر تو سنت ہے خدا کی

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبیؐ کا نقشِ کفِ پا تلاش کرتا ہوں
زمیں پہ خلد کا رستہ تلاش کرتا ہوں

کبھی جبیں پہ کبھی ہاتھ کی لکیروں میں
میں اور کچھ نہیں طیبہ تلاش کرتا ہوں

مجھے مدینے کے رستے پہ ڈال دے کوئی
ازل کا پیاسا ہوں دریا تلاش کرتا ہوں

کلامِ رب سے میں چُنتا ہوں نعت کے گوہر
دیے کی لَو میں اُجالا تلاش کرتا ہوں

پُکار ہے یہ میرے عہد کی، کہ طیبہ میں
میں اپنے غم کا مداوا تلاش کرتا ہوں

اسی لیے، کہ خدا کی رضا میسّر ہو
رسولؐ کو میں زیادہ تلاش کرتا ہوں

جہاں ہوں عام اُنہی کی اطاعتیں منظر
میں وہ جہانِ تمنّا تلاش کرتا ہوں

سید سخاوت علی نقوی

آپ کا قلمی نام سخاوت علی نادر ہے۔ تخلص نادر فرماتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید محمد علی نقوی ہے۔ آبائی وطن منڈوا پٹی سادات لکھنوی ہے۔ آپ 7 اگست 1967 شاہ فیصل کالونی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شاہ فیصل میں قائم اسکول سے حاصل کی۔ سیکینڈری جماعت میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی، بی اے 1982 میں جبکہ ماسٹرز جامعہ کراچی سے 1984 میں مکمل کیا۔ آپ کے اسکول ہم عصروں میں ڈاکٹر اوج کمال، ڈاکٹر پروفیسر شکیل اوج، ڈاکٹر حشمت خیری اور ڈاکٹر محمد وصی شامل ہیں۔ ابتدائی ملازمت ایک انشورنس کمپنی میں کی، بعد میں پاکستان پوسٹ آفس میں بھی کام کیا۔ سال 1992 میں معاش کے سلسلے میں سعودی عرب کے شہر ریاض میں ملازمت اختیار کی۔ واپسی پر ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں بطور کاپی رائٹر کے فرائض انجام دئے اور کئی معروف جنگل بنائے۔ جنگ گروپ میں دس سال بطور ایچ آر افسر خدمات انجام دی۔ آپ کے والد مرثیہ خواں جب کہ بھائی نوحہ خواں تھے۔ اہلیہ اور ایک بہن باقائدہ شاعرہ ہیں۔ شاعری میں والد صاحب سے بہت فیض حاصل کیا۔ نوحہ سلام میں ان سے مشاورت کرتے رہے لیکن باقاعدہ کسی سے تلمیذ نہ ہوئے 1992 میں ریاض میں قیام کے دوران حریم سخن (نعت حمد منقبت سلام) کا مجموعہ اور 1993 میں صحراء صحراء غزلیات کا مجموعہ شائع ہوا۔

آپ کے زیرِ طبع (غیر مطبوعہ) کتب میں خواب بکھرا ہوا ہے (غزل)، روشنی در روشنی (حمد و نعت منقبت سلام)، دشت عشق (غزلیات) اور من و یاران من (تزکرہ) شامل ہیں۔ آپ مختلف اصناف سخن غزل، مرثیہ، نوحہ، سلام، رباعی، حمد و نعت و منقبت میں کلام لکھتے ہیں۔ آپ معروف ادبی تنظیم کاروان ادب کراچی، نگار ادب کراچی، بزم نگار ادب پاکستان کے بانی و چیئرمین ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوشا نصیب کہ روز حسین آیا ہے
جہاں بسانے کو صادق اٗمین آیا ہے

کبھی بلائیں گے اٗقا بھی اپنے در پہ مجھے
ملا جب اذن سفر تب یقین آیا ہے

مناؤ جشن چراغاں جلاؤ دیپ نئے
کہ اٗج گھر میں مرا دلنشین آیا ہے

جو دشمنوں کو سکھا دے کہ دوستی کیا ہے
زمیں پہ ایک ہی سچا وہ دین آیا ہے

ہواء ہے ختم نبوت کا سلسلہ جس پر
وہ دو جہانوں کا ختم نبین آیاہے

پڑھو درود کہ محفل سجی ہے اٗقا کی
غریب خانے میں مہر مبین آیا ہے

سجے ہوئے ہیں کیوں دیوار و در ہر اک نادرؔ
یہ اٗج کون یہاں مہ جبین آیا ہے

رئیس احمد

شاہ فیصل کالونی کی سرزمین علم وفن کے حوالے سے ہمیشہ زرخیز رہی ہے۔اس علاقے سے تعلق رکھنے والے بیشتر افراد جنھوں نے اپنے علمی وادبی اورفنی صلاحیتوں سے اپنا بھرپور نام روشن کیاان میں جناب رئیس احمد کا نام نمایاں ہے۔آپ نے علوم اسلامیہ میں ماسٹرز کیا اسکے علاوہ جامع کراچی سے تحقیق کے شعبے سے بھی وابستہ ہیں۔

آپکا اصل نام محمد رئیس احمد ہے اور تخلص رئیس فرماتے ہیں۔آپ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ میں پیدا ہوئے۔آپ نے شاہ فیصل کالونی میں رہتے ہوئے اپنے کیریر کا آغاز نعت خوانی سے کیا اور ابتدائی عمر میں ہی بیشمار انعامات اوراعزازات کے حامل ٹھہرے۔آپ معروف ٹی وی چینلز پر ایک مستند اور صف اول کے نعت خواں، نقیب محفل اور بلخصوص دینی وعلمی مباحثوں اور مذاکروں میں بحیثیت میزبان (ہوسٹ) خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ شعر گوئی اور بلخصوص نعت گوئی سے بھی وابستہ ہیں۔آپکی کئی نعتیں منظر شہود پر آئیں اور مقبول عام ہوئیں۔آپ نے 1995 میں ایک انتخاب نعت (حریم نعت) کے نام سے مرتب کیا ہے۔اس کتاب میں ایک سو ایک شعراء کے نعتیہ کلام انکے کوائف کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔بنیادی طور پر یہ ایک انتخاب نعت ہے لیکن اس کتاب میں شعراء کے کلام کے ساتھ انکے مختصر تعارف نے اس کتاب کی اہمیت دو چند کر دیا ہے۔

جناب رئیس احمد ''حریمِ نعت'' میں بحیثیت مؤلف رقم طراز ہیں کہ جن شعراء کی نعتیں شامل کی گئی ہیں ان میں اس صدی کے اوائل درمیان اور عصر حاضر کے معروف نعت گو شعراء و شاعرات کو شامل کیا گیا ہے۔آپ نے اپنے مضمون میں انتخابات نعت کا ایک مفصل تذکرہ بھی اس کتاب میں پیش کیا ہے جو قارئین نعت کے لئے ایک اہم معلومات کا سرمایہ ہے۔ چند ممتاز انتخابات نعت جنکا آپ نے تذکرہ کیا ہے ان میں نقش سعادت از ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ارمغان نعت از شفیق بریلوی، بہار نعت، حفیظ تائب، نعت کائنات از راجا رشید محمود، ایوان نعت از صبیح الدین صبیح رحمانی قابل ذکر ہیں۔حضرت الحاج حافظ قاری عبدالحفیظ خان، خطیب جامع مسجد صابری، رنچھوڑ

لائن کراچی، کا نعتیہ انتخاب تمنائے مدینہ ۱۹۵۶ میں شایع ہوا جو نہ صرف ایک جید عالم دین تھے بلکہ آپ کے تایا جان بھی تھے۔

ڈاکٹر عطیہ خلیل عرب انصاری کا بے مثال مقدمہ اس کتاب کے قدر و قیمت میں چار چاند لگا رہا ہے۔ آپ رقم طراز ہیں کہ: تمام اصناف سخن میں نعتیہ شاعری کا آغاز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا حسن و جمال ہے اور یہ صنف سخن اس درجہ خوبصورت اور بے نظیر اضافہ ثابت ہوئی جس کی مثال کسی اور قوم یا مذہب وملت کی شاعری میں نہیں مل سکتی۔ اسکا بنیادی سبب یہ ہے کہ دیگر انبیاء و رسل کی حیات طیبہ اور صحف سماوی میں انکی امم کی مجرمانہ تحریف کی جسارت نے حقیقت کو مسخ کر دیا اب بجز قرآن اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی معتبر زریعہ نہ رہا جو ان انبیاء کی پوری پیغمبرانہ زندگی اور معمولات کی تاریخی حوالہ بن سکے۔

اسکے برعکس امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش بختی اور اعزاز ہے کہ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ ہر لمحہ قرآن وسنت وصحابہ وتابعین کے معتبر ذرائع سے تاریخی صفحات میں محفوظ ہے خود صحابہ کرام کو بھی نعت گوئی کا شرف حاصل رہا ہے بعض نعتیہ اشعار جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ رض کے بھی ابن ہشام اور امام طبرانی نے بھی بیان کئے ہیں خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد چند موثر ابیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی آپکی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رئیس احمد بحرِ نعت کی ایک موج ہیں۔ پہلے انہوں نے اپنی آواز کو نعت سے سنوارا پھر خود کو حرف کی ادائیگی کا سلیقہ بخشا اور اب وہ انتخاب نعت کا تحفہ ہمارے لئے لے کر آئے ہیں۔ یہ تحفہ اگرچہ سرکار دعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کیا گیا ہے مگر ہمارے ذہن ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں کے لئے یہ ایک نعمت ہے۔ کیسی ہے وہ بارگاہ کہ اس میں پیش کیا جانے والا ہر نزرانہ پوری امت کے لئے ہوتا ہے۔

رئیس احمد میرے ہم عصر ساتھیوں میں ہیں۔ شاہ فیصل میں قیام کے دوران آپ سے میرا تعلق اولین وقتوں سے ہے۔ آپ ایک ملنسار خوش اخلاق خوش لباس شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے اندر میں نے نعت کے سچے جذبوں کو پروان چڑھتے دیکھا ہے۔ رشید وارثی آپکے اساتذہ میں شامل ہیں جن سے آپ نے بھرپور کسب فیض حاصل کیا ہے۔ آپکو اکثر محافل میں بادیدہ نم نعت سماعت کرتے دیکھا ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رائیگاں حرفِ تمنّا نہیں ہونے دیتے
میرے آقاؐ مجھے رُسوا نہیں ہونے دیتے

کوئی نقش آقاؐ سُویدا نہیں ہونے دیتے
دل کو آلام کا نقشہ نہیں ہونے دیتے

ان ی مدحت کے جلاتا ہوں شب و روز چراغ
وہ مرے گھر میں اندھیرا نہیں ہونے دیتے

اُنؐ کی میزابِ عنایات سے گرتے قطرے
خطۂ جان کو صحرا نہیں ہونے دیتے

حوصلہ ہمّت و امید ہے اُنؐ کی خیرات
پست وہ کوئی ارادہ نہیں ہونے دیتے

ان کی رحمت کا یہ انداز کسی دور میں بھی
نظمِ ہستی کو شکستہ نہیں ہونے دیتے

تھام رکھا ہے رئیسؔ ان کے کرم نے مجھ کو
وہ کسی حال میں تنہا نہیں ہونے دیتے

محمد علی حارث قادری

جناب محمد علی حارث قادری اپنے نام قلمی نام محمد علی عطاری اور تخلّص ’حارث‘ سے پہچانے جاتے ہیں۔آپ 21 نومبر 1971ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔آپ شاہ فیصل کالونی سے متصل ڈرگ روڈ کینٹ بازار کے علاقے میں طویل عرصہ سے قیام پذیر ہیں۔ آپ نے انٹرمیڈیٹ مقامی کالج سے کیا۔نجی ذمہ داریوں کے پیشِ نظر تعلیم جاری نہ رکھ سکے،اس کے باوجود دینی تعلیم کی کوشش بالخصوص قرآن وحدیث سے استفادہ جاری رکھے ہوئے ہیں، جو کہ اُن کی شاعری میں جابجا نظر بھی آتا ہے۔

آپ کے والد صوفی فضل کرم فضلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی باصفا شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا گھرانہ ایک دینی گھرانہ ہے۔اس حوالے سے آپ ایک دینی شعار کی حامل شخصیت ہیں۔آپ امیر اہلسنت حضرت مولانا الیاس قادری مدظلّہ کے مرید اور اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں ملازم ہیں۔آپ کا شعری ذوق حمد ونعت ومنقبت پر محیط ہے۔آپ کا شعری مجموعہ ’’شاہِ خوباں‘‘ کے نام سے شائع ہوا چاہتا ہے، جو کہ ۲۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔جس میں خصوصیت کے ساتھ حمد ونعت ومناقب شامل ہیں۔

آپ نے شاعری کا آغاز 2007ء میں کیا اور معتبر اساتذہ کے زیرِ نگرانی اپنے کلام کو ترتیب دیتے رہے، جن میں نازشِ علم وفن ماہرِ شعروسخن استاد الشعراء علامہ صوفی عارف قادری امروہوی صاحب، استادشعراء اور ادارہ نعت آشنا کے سربراہ جناب اشفاق احمد غوری صاحب، ممتاز شاعر اور ادیب جناب قمر آسی صاحب اور جناب غلام فرید واصل صاحب شامل ہیں۔آپ کے نعتیہ کلام مترنم اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور خوبصورت اشعار پر مشتمل ہیں جو کہ قاری کے دل میں اُتر جاتے ہیں۔آپ کے کلام میں حاضری وحضوری کی بھرپور کیفیت نظر آتی ہے۔آپ نعت کو زندگی کا حاصل جانتے اور آخرت کا زادِ راہ اور نجات سمجھتے ہیں۔آپ کے پاس اپنے کلاموں کا وسیع ذخیرہ موجود ہے جسے طباعت واشاعت سے آراستہ کرنے کا بہت جلد عزم رکھتے ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تری گفتار سے خوشبو تری رفتار سے خوشبو
زمانے بھر نے پائی ہے ترے اطوار سے خوشبو

ہے فیضِ مدحتِ سرورؐ تخیل کی سعادت ہے
محمدؐ نام ہے ایسا اُٹھے اشعار سے خوشبو

مرے گھر میں بھی آقاؐ آپ گر تشریف لے آئیں
کبھی بھی نہ جائے گی مرے گھر بار سے خوشبو

اُمیدیں بار آور ہوں، لگا کے آس بیٹھا ہوں
کبھی تو آئے گی اِس پار بھی اُس پار کی خوشبو

نہ ہو مایوس دیوانو! کُھلی آغوشِ رحمت ہے
تسلی بے کسوں کو دے در و دیوار کی خوشبو

گنہگارو! چلے آؤ، خطا کارو چلے آؤ!
بُلاتی ہے شفاعت کو درِ سرکارؐ کی خوشبو

مدینے جا کے دیکھیں گے وہ بارش نور کی حارثؔ
کہ شہرِ مہرباں میں ہے جو رم جھم پھوار سی خوشبو

فیصل احمد زکریا

فیصل احمد زکریا شاہ فیصل کالونی نمبر ۳ سے تعلق رکھنے والے نوجوان نعت گو شاعر ہیں۔آپ نے حمد ونعت کے علاوہ دیگر صنف سخن یعنی غزل نظم میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔آپ کا سن ولادت 19 جولائی 1980 ہے۔آپ نے بے شمار کلام تحریر فرمایا ہے۔ آپکا شعری مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے جو بہت جلد اشاعت پزیر ہوکر عشاقان نعت کے ہاتھوں میں ہوگا۔آپ ایک اچھوتے خیال کے ساتھ اشعار کہتے ہیں جس میں اشعار کے ندرت قاری سے داد وتحسین وصول کیئے بغیر نہیں رہتے۔

میرا شاہ فیصل کالونی قیام کے دوران فیصل احمد زکریا سے ایک قریبی تعلق رہا۔ آپکو ہمیشہ حمد ونعت کے لئے باذوق پرجوش متحرک پایا اور آپکے ذوق نعت کا قائل رہا۔شعر گوئی بلاشبہ ایک خداداد صلاحیت ہے اور فیصل احمد زکریا میں بھی یہ خوبی اللہ کی دین اور عطا کی مانند ہے۔

آپ کو بچپن سے نعت سے لگاؤ رہا ہے۔آپ نے اپنے کیریر کا آغاز نعت خوانی سے کیا۔کچھ دہائی پہلے مساجد نعت خوانی کی تربیت کے حوالے سے ایک انسٹی ٹیوشن کی مانند ہوتی تھی۔آپ اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ سے پہلے یا رمضان کی راتوں میں یا سحری کے اوقات میں مسجد جاکر بچے مائک پر اپنے ذوق کی تسکین کے لئے نعت پڑھتے اور میں بھی نعت پڑھنے والوں کی لائن میں شامل ہوجایا کرتا تھا۔جیسے جیسے وقت گزرا ہمارے سینئرز نے رہنمائی کی جن میں ڈاکٹر شہزاد احمد قابل ذکر ہیں۔آپ نے مجھ سمیت شاہ فیصل کالونی کے فضاء میں کئی نوجوانوں کی حوصلہ افزئی فرمائی اور نعت کی طرف راغب کیا۔شیخ وقار قادری (مرحوم) میرے خاص دوستوں میں تھے اللہ انہیں غریق

رحمت فرمائے۔شیخ وقار قادری (مرحوم) نے مختلف احباب سے متعارف کرانے میں میری خصوصی رہنمائی فرمائی۔جن میں جناب فیصل عزیزی صاحب، شیخ زکریا اشرفی، طارق آزاد اور فیصل حسن نقشبندی وغیرہ شامل ہیں۔نعت خوانی کے ساتھ ساتھ آپ نعت گوئی کی طرف بھی مائل ہوئے۔اس دوران آپکو اس عہد کے معروف نعت گو وتنقید نگار جناب رشید وارثی صاحب سے ملاقات کا موقع میسر آیا جنھوں نے شفقت اور محبت سے رہنمائی فرمائی۔ آپ کا یہ خاصہ تھا کہ شاعر کے خیال کو اصلاح کے دوران تبدیل نہیں ہونے دیتے اور اسی میں بہتری لے آتے اور یہی ایک اچھے استاد کا کمال ہوتا ہے۔آپ کے دوست طارق ضمیر نے بھی آپکے سفر نعت میں بھرپور معاونت فرمائی۔آپ اس وقت ممتاز ٹی وی چینلز پر بحیثیت صدا کار اور اداکار خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شاہ فیصل کالونی کی فضاء شعروادب کے حوالے سے بڑی زرخیز رہی ہے، وقت گزر رہا ہے، علم وادب کے حوالے سے شخصیات کی ایک بڑی تعداد وصال فرما چکے ہیں اور ان کا نعم البدل میسّر نہیں آرہا۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کسی بھی دل میں کوئی آرزو خواہش نہیں رہتی
مواجہ پر کبھی مایوس فرمائش نہیں رہتی

بلاوا جسکا آجائے اسے اسباب کا کیا غم
نظر میں فاصلوں کی پھر یہ پیمائش نہیں رہتی

خدا کے ذکر کے بن کوئی بھی گھر گھر نہیں رہتا
نہ ہو ذکر نبی تو گھر کی آرائش نہیں رہتی

مدینہ دیکھ آئی ہیں جو ان آنکھوں کو تو دیکھو
ان آنکھوں کے لئے جنت کی زیبائش نہیں رہتی

نبیؐ کا نام لینا ہے تو فیصلؔ سوچ لو اتنا
محمدؐ کہہ کہ کچھ کہنے کی گنجائش نہیں رہتی

***

زکریا شیخ اشرفی

ممتاز نعت خواں، نقیب اور مدیر ''نعت نیوز'' کراچی محمد زکریا شیخ اشرفی 14 اگست 1983 کو شاہ فیصل کالونی کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد، محمد طیب بینکاری سے وابستہ رہے۔ ساتھ ہی وہ تدریس سے بھی منسلک رہے۔ فاطمہ ایجوکیشنل سوسائٹی کے نام سے ایک فلاحی تنظیم قائم کی، جس کے تحت شاہ فیصل میں حمزہ اکیڈمی نامی اسکول کی بنیاد رکھی۔ اسی درس گاہ سے ہی زکریا نے میٹرک کیا۔ شعوری تربیت کی ذمے داری والدہ نے، لاشعوری تربیت کی ذمہ داری والد نے نبھائی۔ اُن کی سنائی ہوئی حکایات، کہانیاں اور اشعار ذہن پر نقش ہو گئے۔ دو بھائی، دو بہنوں میں وہ بڑے ہیں۔ کالج آف ڈیجیٹل سائنسز سے انٹر کیا، بی کام کے بعد جامع کراچی سے بین الاقوامی تعلقات میں ایم اے کی سند حاصل کی۔ آپ بینکاری سے چار برس وابستہ رہے۔ اُسی زمانے میں پرچہ نعت نیوز کا اجراء کیا۔ پھر ٹریول ایجینسی کی سروسز شروع کی، جسے دو برس کامیابی سے چلایا۔ پبلشنگ کے حوالے سے اشرفی انٹر پرائز کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ اِس وقت آپ اسکرپٹ رائٹر اور ریسرچر کی حیثیت سے مختلف میڈیا چینلز کے لیے کام کر رہے ہیں۔ آپ بچپن ہی سے نعت خوانی سے وابستہ ہوئے اِس ضمن میں والدہ کے ذوق نے کلیدی کردار ادا کیا۔ والد کا خانقاہی نظام سے تعلق تھا، جن کے ساتھ محافل میں جانا رہتا۔ شعور کی دہلیز عبور کرنے کے بعد عقیدت اظہار کے عمل میں باقاعدگی آنے لگی۔ اپنے ایک دوست، شیخ وقار قادری (مرحوم) کے توسط ریڈیو پاکستان تک رسائی حاصل کی، جہاں نعت خوانی کے ایک مقابلے میں شرکت کی۔ 1999 میں باقاعدہ آڈیشن دیا اور تواتر سے اُن کی نعتیں ریڈیو سے نشر ہونے لگیں۔ روضۂ شاہ پر سوغات کے قابل کیا ہے، ریڈیو سے نشر ہونے والی پہلی کاوش تھی۔ اسکے بعد آپ نے ٹی

وی کا رخ کیا۔ ایک پرائیویٹ چینل کے لیے خان آصف نے اُن کا آڈیشن لیا۔ ٹی وی کیریر کا آغاز ایک حمد ہم حاضر ہیں سے کیا۔ پھر پی ٹی وی سے رشتہ استوار ہوا، جو تا حال برقرار ہے۔ فنِ نعت خوانی میں آنے والی جدت کے حوالے سے آپ کہتے ہیں کہ عرب ممالک میں دف اور ذکر پر نعتیں پیش کی جاتی ہیں۔ دف ایک آلۂ موسیقی ہے، اِس کی نعت خوانی میں ہمیں روایت ملتی ہے مگر ذکر کو، اسم اللہ کو ایک خاص ردھم میں جس طرح آج کل استعمال کیا جارہا ہے، دُرست نہیں۔ علماء کی اکثریت اِسے پسند نہیں کرتی۔ دیگر آلات موسیقی کے استعمال اور محفلِ سماع کے حوالے سے کہتے ہیں کہ محفلِ سماع میں بزرگانِ دین کا کلام پیش ہوتا ہے، اللہ اور اس کے رسول سے عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے، جس سے سامعین روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ تو محفلِ سماع کے دوران آلاتِ موسیقی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، شرط یہ ہے کہ معاملہ لحن تک محدود رہے۔ اگر موسیقی غنائیت کی طرف لے جائے، تو یہ دُرست نہیں۔ محفلِ سماع ہو، یا محفلِ نعت، اس کے آداب مقرر ہیں، جن کی پاس داری ضروری ہے۔ ماضی کے برعکس، زکریا اشرفی کے بہ قول، اب صورتِ حال بدل رہی ہے۔ جب میں اِس شعبے کی جانب آیا تھا، حالات بہت اچھے تھے۔ لوگوں میں خلوص تھا۔ حالیہ برسوں میں نعت خوانی کی محفلوں میں تو اضافہ ہوا ہے، لیکن اخلاص کچھ کم ہو گیا ہے۔ کمرشل عنصر بڑھ رہا ہے۔ دکھاوا ہونے لگا ہے۔ پاکستان میں نعت خوانی کا مستقبل، اُن کے نزدیک روشن ہے کہ یہاں بہت صلاحیت ہے، ضرورت فقط راہ نمائی کی ہے۔ اس ضمن میں چند تجاویز بھی پیش کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ دیگر مضامین کے مانند نعت خوانی کا باقاعدہ نصاب مرتب ہونا چاہیے، تاکہ نعت خواں کو اخلاقی تقاضوں، آداب اور اپنی ذمے داریوں کا علم ہو۔ مستقبل میں آپکا اس ضمن میں کام کرنے کا ارادہ ہے۔ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری زندگی کا سب سے خوش گوار لمحہ تھا۔ مسجد نبوی میں نعت بھی پیش کی۔ دُکھ ان کے بہ قول، زندگی کا حصہ ہے۔ رشید وارثی کے انتقال کے روز شدید کرب سے

گزرے۔ اپنے مرشد، سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کے سائے سے محرومی بھی ایک غم آگیں دن تھا۔ سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں مطالعے میں رہتی ہیں۔ نعت گو شعرا میں وہ رشید وارثی، صبیح رحمانی اور مسرور کیفی کو سراہتے ہیں۔

تذکرہ نعت نیوز کا:

اس پرچے کا آغاز اپریل 2006 میں ہوا، جس کی خاصی پزیرائی ہوئی۔ اب تک سات شمارے آچکے ہیں۔ وہ نعت نیوز کو اِس فن سے جڑے افراد کی نمائندگی کرنے والا پہلا جریدہ قرار دیتے ہیں۔ پرچہ نکالنے کے اسباب اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں، اپنے عزیز دوست، شیخ وقار قادری کی ناگہانی موت کے بعد میں نے ایک مجلہ شائع کیا تھا۔ اُس موقعے پر سینئرز نے مشورہ دیا کہ مجھے نعت خوانی سے متعلق ایک پرچہ شروع کرنا چاہیے۔ دھیرے دھیرے یہ خیال پختہ ہوتا گیا۔ سال 2005 اور 2006 میں نعت خوانی اپنے عروج پر تھی، مگر نعتیہ رسالوں پر ادبی رنگ غالب تھا، معلومات کا فقدان تھا۔ بڑی بڑی محافل ہوتیں، مگر ان کا ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ تو اُس ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لیے یہ پرچہ شروع کیا۔ اور اِسے پاکستان تک محدود نہیں رکھا۔ دیگر ممالک میں ہونے والی محفلوں اور کا بھی احاطہ کیا۔ رپورٹس کے علاوہ اس میں نعت خواں حضرات اور نعت سے متعلق افراد کے انٹرویوز ہوتے ہیں، تنقیدی مضامین ہوتے ہیں۔ نعت خواں حضرات کی ڈائریکٹری شائع کرنے کا سہرا بھی نعت نیوز کے سر ہے۔ نوجوان اسکالر جناب طارق بن آزاد نے سال 2017 میں نعت نیوز کے رسالوں کا اشاریہ ترتیب دیا جو ایک دستاویز ہے۔ اِس پرچے نے اُنھیں ایک منفرد اعزاز عطا کیا۔ ممتاز ریسرچ اسکالر ڈاکٹر شہزاد احمد صاحب جنھوں نے نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کیا ہے۔ اپنے مقالے میں انھوں نے زکریا اشرفی کو نعتیہ صحافت کا سب سے کم عمر مدیر قرار دیا۔ اظہارِ عقیدت کی خواہش، جس نے انھیں نعت خوانی کی جانب متوجہ کیا۔ زکریا اشرفی نے نعت خوانی کے ساتھ فروغ نعت کے لیے بھی کارہائے نمایاں سرانجام

دئے ہیں۔ سہ ماہی نعت نیوز اِس کی کلیدی مثال ہے، جس کے وہ مدیر اور ناشر ہیں۔ اِس پرچے نے نعت خواں حضرات کو ایک پلیٹ فورم مہیا کیا۔ خانوادہ ستار وارثی کے کلاموں پر مشتمل انتخاب مدحت شاہ دو عالم کے مرتب ہیں۔ نعتوں کے اِس انتخاب کو قارئین کی جانب سے بہت پزیرائی ملی اور فقط دو مہینوں میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ تقریباً دو برس سے زائد عرصہ انھوں نے انجمن یارسول اللہ نعت اکیڈمی بھی کام یابی سے چلائی، جہاں سے تربیت حاصل کر کے آج کئی نامور ثناء خواں بنے۔ نبی کا آستانہ مل گیا ہے رابطہ توڑ دے زمانے سے اور یا محمد ﷺ نور مجسم اُن کی مقبول نعتیں ہیں۔ ان کی آواز میں ریکارڈ ہونے والی ایک حمد تیرا جمال دل نشیں کو بھی بہت پسند کیا گیا۔ ریڈیو پاکستان اور پی ٹی وی سے اے کیٹیگری کے آرٹسٹ کے طور پر منسلک ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ نعت خوانی کا فن عطیۂ خداوندی ہے۔ یہ کسی کسی کا نصیب بنتا ہے۔ زکریا اشرفی اپنے محسنوں کا ذکر بہت محبت سے کرتے ہیں۔ جن افراد نے اُن کی تربیت میں کردار ادا کیا، اُن میں نعت اسکالر اور نعت گو شاعر، رشید وارثی سرفہرست ہیں۔ ساتھ سید صبیح رحمانی، مسرور کیفی رح اور ابرار حسین سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے ممتاز ٹی وی چینلز اے آر وائی جیو ایکسپریس سے بڑے یادگار پروگرام ریکارڈ کئے۔ جیو ٹی وی کے پروگرام ”اللہ والے“ جس کے آپ ریسرچ رائٹر اور ڈائریکٹر تھے۔ اس سیریز میں پاکستان اور عراق کے مختلف شہروں کے ممتاز بزرگان دین کے درگاہوں پر ان بزرگوں کے احوال اور تعلیمات کو بیان کیا جاتا تھا یہ ایک بہت ہی معلوماتی ڈاکومنٹری سیریز تھی۔ جسے بڑی پذیرائی ملی۔ پروگرام خوشبوئے حساںؓ ”ممتاز مرحوم نعت گو شعراء پر مشتمل پروگرام تھا جو کہ کیو ٹی وی سے نشر ہوا اس پروگرام کے لئے تقریباً پچاس سے زائد اکابرین نعت گو شعراء کا نشر ہوئے جو شعبہ نعت کے حوالے سے ایک اہم کاوش ہے۔

طارق بن آزاد

نوجوان مفکر ادیب دانشور جناب طارق آزاد 2 مارچ 1985 کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد احسان الحق آزاد ایک کہنہ مشق شاعر، مصور اور خطاط تھے آپ شاعری میں ”آزاد“ تخلص کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ طارق آزاد کو یہ تخلص اپنے والد سے ورثہ میں ملا اور اس ورثہ میں شاعری اور ابجد کی ابتدائی تربیت بھی شامل رہی۔ آپ کے والد نے انڈیا سے ہجرت کر کے ساہیوال اور کراچی کو اپنا مسکن بنایا اور عمر کے آخری حصہ میں شاہ فیصل میں ہی مقیم رہے۔ طارق بن آزاد نے شاہ فیصل کی علمی فضا میں اپنے شعور کی منازل طے کی اور یہاں سے وابستہ علمی و ادبی شخصیات سے اکتساب کیا بلخصوص ممتاز محقق ادیب و نقاد اور نعت گو شاعر جناب رشید وارثی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی فیض حاصل کیا۔ آپ نے بہت کم عمری میں ہی اپنے خدا داد صلاحیتوں اور علمی بصیرت سے انتہائی اہم کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ آپ بیک وقت اردو، انگلش، فارسی اور عربی، زبان پر دسترس رکھتے ہے۔

آپ باقاعدہ عالم دین ہیں اور درس نظامی کے ساتھ ساتھ جامع کراچی سے ایم اے اسلامیات اور ایم اے اردو کی سند یافتہ ہیں حال میں ہی آپ نے وفاقی اردو یونیورسٹی سے ایم۔فل (اردو) کی ڈگری حاصل کی ہے۔

آپ تقریباً دو دہائی قبل بطور پروف ریڈر ”اردو لغت بورڈ“ سے وابستہ ہوئے جہاں ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر رؤف پاریکھ جیسے قد آور علمی شخصیات کے ساتھ کام کر کے ان سے سیکھنے کا موقع ملا اور اپنی محنت اور صلاحیت سے ترقی کرتے ہوئے آج وہ اسی ادارے میں ریسرچ آفیسر اور اسکے ایڈیٹوریل بورڈ کے ممبر ہیں۔ آپ نے اردو ادب اور نعتیہ ادب کے لئے وقیع خدمات انجام دی ہیں۔ اردو لغت کی تشکیل تاریخی بنیادوں پر ترتیب دینے کا کام

بحسن خوبی انجام دے رہے ہیں۔

آپ مختلف چینل سے بحیثیت ہوسٹ خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور انتہائی مقبول و معروف شخصیات کے انٹرویو کرنے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل رہا۔ ریڈیو پاکستان میں بھی براڈ کاسٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

آپ نے قصیدہ غوثیہ اور کئی عربی فارسی کلام کا منظوم ترجمہ کیا جسے مختلف ٹی وی چینلز پر پڑھا بھی گیا ہے۔ آپ نے مجلّہ نعت نیوز کا اشاریہ بھی مرتّب کیا ہے۔

شعبہ نظامت کے حوالے سے آپ نے ایک کتاب ”دینی محافل کی نظامت“ ترتیب دی جس میں خصوصیت کے ساتھ خانوادہ ستاروارثی کے شعراء کے کلاموں کے منتخب اشعار آپ نے شامل کیئے۔ اس کے علاوہ فنِ نظامت کے اصولوں پر مشتمل رہنما اصول جناب رشید وارثی کی تحریر شامل کتاب کیا گیا ہے

اردو لغت کے جدید نستعلیق ایڈیشن پر آپ اس وقت کام کر رہے ہیں جس کی جلد اول منظر عام پر آ چکی ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کی فرہنگ کی تیاری آپ کے زیرِ نگرانی مکمل ہوئی جو کہ بہت جلد شائع ہو کر منظر عام پر آئے گی۔

آپ کو مختلف اہم اداروں سے بہت سے انعام اور اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ آپکو اردو لغت تاریخ کے آئینے میں تحقیق پر نشان لیاقت بدست ایڈمرل ایم آئی ارشد پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ حال ہی میں ڈاکٹر جمیل جالبی ایوارڈ گورنر سندھ جناب کامران ٹیسوری صاحب کے دست مبارک سے پیش کیا گیا۔

آپ کا علمی اور ادبی سفر ابھی جاری ہے اور ہم امید کرتے ہیں آنے والے دور کے ادبی منظر نامے کے افق پر طارق بن آزاد اپنے نام کی طرح روشن اور منور ہوں گے اور ایک زمانہ آپ کے علم سے استفادہ کرے گا۔ ان شاءاللہ

قصیدۂ غوثیہ

انا الجیلی محی الدین اسمی
واعلامی علی رأس الجبال

میں ہوں جیلانی، محی الدین ہے میرا لقب
میری عظمت کے پھریرے ہیں پہاڑوں پر نصب

انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عق الرجال

اولیاء کی گردنیں ہیں سب مرے زیرِ قدم
ہیں میرے اجداد و آباء سب حسنی النسب

وعبد القادرِ المشهود اسمی
وجدی صاحب العین الکمال

نام میرا عبدِ قادر ہے بہت مشہورِ عام
میرے نانا ہیں رسولِ مجتبیٰ والا حسب

درست العلم حتیٰ سرت قطباً
ونلت السعد من مولیٰ الموالی

علم سیکھا اور میں فضلِ الٰہی سے ہوا
اولیاء میں قطبِ عالم یہ نہیں میرا کسب

کفیل احمد قادری

جناب کفیل احمد قادری شاہ فیصل کالونی نمبر (1) سے تعلق رکھنے والے ایک نعت خواں ونعت گو ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی جناب ریاض احمد بھی شاہ فیصل کالونی سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز ثناء خواں ہیں۔ جناب کیفل احمد قادری کا نعتیہ مجموعہ رحمت مصطفےٰ ﷺ ضیاء الدین پبلیکیشنز کھارادر کراچی نے شائع ہوا۔ یہ کتاب 80 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حمد ونعت ومناقب وسلام شامل ہیں، سنِ اشاعت درج نہیں۔

نعتیہ مجموعہ کے حرف اول میں جناب کفیل احمد قادری کہتے ہیں کہ حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں قلب مومن میں عشق مصطفی ﷺ کا ہونا ایماں کا مکمل ہونا ہے۔ اور یہ عشق کی لوتو کچھ اس طرح فہم وادراک میں فروزاں ہوتی ہے کہ پھر تخیل وتصور میں ایک ہی جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک ہی خوشبو محسوس ہوتی ہے اور ایک ہی نغمہ سنائی دیتا ہے۔ میں اس مجموعہ کلام میں اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ایک ادنی سعی ہے۔ واردات قلبی وسوزش قلب وجگر اور اضطراب پیہم کی کرشمہ سازی ہے میں کوئی سخن فہمی وفن شاعری کا دعویدار نہیں مگر احساسات جو پرتو ذات مصطفی ﷺ کے اپنے فہم وشعور میں محسوس کئے ان ہی تصورات کی شکل دے کر حوالہ قرطاس کر دیا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ رب العزت اگر توفیق نہ دے تو کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ مدحت خیر البشر ﷺ کر سکے۔ میرے اس مجموعہ کلام کا مقصد اور تمنا صرف یہی ہے کہ ان کے مداحوں میں جگہ حاصل کرلوں۔

حضرت علامہ عبد العلیم قادری آپکے نعتیہ مجموعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کفیل صاحب کے نعتیہ مجموعہ رحمت مصطفےٰ ﷺ کا مطالعہ ابتداء تا آخر کیا نہایت کیف پایا۔

حضرت علامہ رجب علی نعیمی اپنے اظہار خیال میں فرماتے ہیں کہ اس پرفتن دور میں اکثر نوجوان دینی علوم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے بے شمار اخلاقی وسماجی برائیوں میں گرفتار نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ روز بروز انحطاط پزیر ہوتا جارہا ہے۔ جونوجوان دینی صحبت اختیار کرتے ہیں اس ماحول کی آلودگی سے وہ متاثر نہیں ہوتے۔ انکی فکر ودانش میں دین کی سچی تعلیمات رچ بس گئیں۔ آپ نے بہت کم عرصے میں اپنی تمام تر توانائی صرف کر کے اپنے سرمایہ آخرت تیار کرلیا اور نعتیہ مجموعہ ''رحمتِ مصطفےٰ ﷺ'' رقم کرلیا۔ آپ نے اپنے نعتیہ کلاموں میں سادہ اور آسان الفاظ استعمال کئے ہیں

آپ سے اکثر شاہ فیصل کالونی کی محافل نعت میں ملاقات رہی ہے۔ آپ بڑے ذوق وشوق سے محافل میں شریک ہوتے اور کلام سناتے۔ آپ کا ذوق نعت قابل تعریف اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کئی شعراء کے کلام انکی حیات میں شائع نہ ہو سکے لیکن آپنے اپنی بھرپور محنت سے اپنے کلام کو محفوظ کرلیا۔

میرے دوست جناب طارق مدنی صاحب نے بتایا کہ کفیل احمد قادری اکتوبر 2024ء کو وصال فرما گئے ہیں۔

***

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرف حاصل ہو زیارت کا تمہاری یا نبیؐ
جاگ جائے سوئی قسمت بھی ہماری یا نبیؐ

بارگاہِ بے پناہ میں ہوگیا مقبول وہ
زندگی جس نے ترے در پر گزاری یا نبیؐ

پَل رہے ہیں آپؐ کے صدقے میں یہ دونوں جہاں
دو جہاں میں آپؐ کا ہے فیض جاری یا نبیؐ

رب نے فرمایا تمہی ہو رحمتِ دونوں جہاں
سب خدائی تم پہ صدقے تم پہ واری یا نبیؐ

بخشش و رحمت کا ذریعہ ذات اقدس آپؐ کی
راحتِ قلب و جگر یادیں تمہاری یا نبیؐ

شبّر و شبّیر کے صدقے میں پیارے مصطفیٰؐ
حشر میں تم لاج رکھ لینا ہماری یا نبیؐ

آپ ہی کا نام لب پر ہو میرے پیارے کفیلؔ
ہے تمنّا جان جب نکلے ہماری یا نبیؐ

حمید بیگ عالم

جناب حمید بیگ عالم شاہ فیصل کالونی نمبر 5 سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز نعت گو شاعر ہیں۔ آپکا نعتیہ مجموعہ طیبہ کو چلو کے نام سے شائع ہوا ہے۔ سن اشاعت درج نہیں ہے۔ جناب حیمد بیگ عالم 80 کی دہائی میں جناب وقار صدیقی اجمیریؒ کے ہم عصر ساتھیوں میں شامل رہے۔

جناب حمید بیگ عالم صاحب کے حوالے کچھ زیادہ معلومات نہ مل سکی البتہ شاہ فیصل کالونی کے معروف ثناءخواں جناب عمران باسط صاحب نے انکے بارے میں مجھے بتایا اور آپکا نعتیہ مجموعہ بھی فراہم کیا جس سے آپ کے بارے میں آگاہی ہوئی کہ آپ وقار صدیقی اجمیری کے دوستوں میں شامل تھے اس کے علاوہ حکیم قاسم کے والد کے دوستوں میں تھے اور اکثر آپکے ساتھ نشست و برخاست رہتی۔

آپ وہ خوش نصیب ہیں جن کا مختصر نعتیہ مجموعہ ''طیبہ کو چلو'' کے نام سے شائع ہوا، اس کتاب میں جناب حمید بیگ عالم فرماتے ہیں کہ گلدستہ نعت طیبہ کو چلو کی اشاعت کا مقصد تبلیغ دین اور مسلمانوں کے دلوں میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنے اور سننے کا ذوق پیدا ہو۔ اس خیال کے پیش نظر نعتوں میں وقیع الفاظ سے قطع نظر عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تاکہ کم تعلیم یافتہ اور نونہال طالب علم بھی شعر کے معانی سمجھ کر اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ آجکل نئی نسل میں گائیکی کا رُجحان زیادہ ہورہا ہے اس خیال کے پیش نظر کلاموں کو مترنم انداز میں ترتیب دیا گیا ہے تاکہ لوگ گانے کے بجائے نعت کی طرف مائل ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ نعت کے معانی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف

کرنا ہے۔اس لئے نعت نہایت خلوص ومحبت اور دلی جذبات کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔اس میں سنجیدگی خوش الحانی اور دلکشی ہونا ضروری ہے تاکہ سامعین کے دلوں میں ایک خاص کیفیت قائم ہو۔آپ یوں رقم طراز ہیں کہ نعت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور میں محو ہوکر پڑھی جاتی ہے تو آسمان پر ملائکہ بھی درود شریف پڑھتے ہیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور باب قبولیت کھل جاتا ہے۔اور جو بھی دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔آپ نعت کے حوالے انتہائی مخلص تھے اور آپ کی پوری زندگی یہ کوشش رہی کہ ہر مسلمان کے دل میں نعت پڑھنے کا ذوق پیدا ہو۔

کتابیات

۱۔ ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعراء (تذکرہ)، ڈاکٹر شہزاد احمد

۲۔ پاکستان کے نعت گو شعراء (تذکرہ) جلد اوّل، سید محمد قاسم

۳۔ پاکستان کے نعت گو شعراء (تذکرہ) جلد دوئم، سید محمد قاسم

۴۔ فہرست کُتب (مرتب چوہدری یوسف ورک قادری) نعت لائبریری شاہدرہ، لاہور

۵۔ حریمِ نعت (انتخابِ نعت) محمد رئیس احمد

۶۔ اردو نعت پاکستان میں (مقالہ پی ایچ ڈی) ڈاکٹر شہزاد احمد

۷۔ نعت رحمت (انتخابِ نعت) شاعرِ حمد و نعت طاہرؔ سلطانی

۸۔ ایوانِ نعت (انتخابِ نعت) سید صبیح الدین صبیحؔ رحمانی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس سمت اُٹھی میری یہ چشمِ تمنّائی
سرکارِ دوعالمؐ کی تنویر نظر آئی

دنیا کی فضا نکھری، لی وقت نے انگڑائی
مکّے میں ہوئے پیدا جب سیّد بطحائی

اخلاقِ محمدؐ بھی اعجازِ محمدؐ ہے
جو جان کے دشمن تھے وہ ہوگئے شیدائی

سُلطانِ مدینہؐ کا جب نام لیا میں نے
کشتی مری طوفاں سے ٹکرا کے اُبھر آئی

میں بندۂ عاصی ہوں رکھ لینا بھرم میرا
ہوجائے نہ محشر میں آقاؐ مری رُسوائی

تم غم کے مداوا ہو تم درد کے چارہ گر
اک جنبشِ لب میں ہے پوشیدہ مسیحائی

اللہ غنی عالمؔ کیا شانِ محمدؐ ہے
اندازِ غریبانہ اعزاز ہے مولائی